تذکرہ مولانا سید زوار حسین رحمہ اللہ

(دو جلدیں)

ترتیب وتدوین

سید عزیز الرحمٰن

ابواب

جلد اول

○ حیات، ○ خراج عقیدت، ○ شاعری،

جلد دوم

○ خدمات، ○ خلفاء، ○ افکار

قیمت ۸۹۰ روپے کل صفحات: ۷۹۲

ناشر

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

اے۔۴/۱۸، ناظم آباد نمبر ۴، کراچی۔۷۴۶۰۰، فون: ۳۶۶۸۴۷۹۰

info@rahet.org - www.rahet.org

zawwar academy publication

research academy for higher education & technology

ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی

ازواج مطہرات کی روایات سیرت نبوی

سیرت نبوی کی روایات واحادیث کی تدوین وجمع وترسیل اوران کی نگارش وتالیف میں قدیم مؤلفین سیرت کا عظیم تر حصہ ہے۔ان میں سرخیل وامامت فن کے منصب عالی پر صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت فائز ہے اور مشہور جامعین روایات اور مؤلفین سیرت ان ہی کے مرہون منت ہیں۔نہ جانے کیوں ترسیل وروایت سیرت نبوی میں صحابیات طاہرات کا کردار و حصہ نہ ذکر کیا گیا، اور نہ ہی اس کی قدر و قیمت متعین کی گئی۔عام صحابیات طاہرات کی سرخیل اورامہات المؤمنین کی روایات سیرت کی ترسیل وتدوین سے بھی بالعموم ماہرین فن نے پہلوتہی کی۔ بعد کی روایات سیرت مطہرہ و احادیث نبویہ کی خدمات فن کو بھی قدیم و جدید سیرت نگاروں نے پوری طرح سے نظر انداز کیا۔تدوین وتالیف سیرت نبوی میں ازواج مطہرات میں سے کسی کی حدیث وروایت کا صرف ان کے نام وسند سے حوالہ دینے کا معاملہ کافی نہیں۔ سید سلیمان ندوی جیسے عالم کبیر اور محقق حدیث وسیرت نے سیرت عائشہ صدیقہؓ میں ان کی تمام علوم اسلامیہ میں عطایا کا خوب تجزیہ کیا مگر فن سیرت نگاری کی تعمیر وتشکیل اور ارتقا وتکمیل میں ان کی روایات واحادیث کا تجزیہ کرنا تو درکنار ان کی عطایا کا حوالہ تک نہ دیا۔(۱)

۱۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام۔ السیرۃ النبویہ۔حمدی طباعت، مکتبہ المورد، قاہرہ ۲۰۰۶ء۔ واقدی۔ کتاب المغازی۔مرتبہ: مارسدن جونس۔ عالم الکتب بیروت ۲۰۰۶۔ابن سعد۔الطبقات الکبریٰ۔دار احیاء التراث العربی بیروت۔طبع جدید چار مجلدات میں آٹھویں جلد، اور دوسری قدیم کتب سیرت جیسے طبری تاریخ الرسل الملوک (تاریخ طبری) وغیرہ متعدد۔سید سلیمان ندوی۔سیرت عائشہ۔دارالمصنفین اعظم گڑھ ۲۰۱۵ء۔طبع جدید نیز شبلی۔سیرۃ النبی۔ ادریس کاندھلوی۔سیرت المصطفیٰ۔عبدالروف داناپوری۔اصح السیر۔صفی الرحمن مبارک پوری۔الرحیق المختوم وغیرہ کتب سیرت۔

عام صحابہ کرام اور صحابیات طاہرات کے مقابلے میں ازواج مطہرات کی روایت و ترسیل احادیث و اخبار سیرت نبوی جامع تر و وسیع الجہات ہیں۔ کبار صحابۂ کرام تک عام حالات وظروف میں صرف بیرون خانۂ نبوی اور ظاہری دنیائے محمدی کے احوال و واقعات تک محدود رہ جاتے ہیں۔ ازواج مطہرات درون خانۂ نبوی کے حوادث، اخبار و واقعات اور احوال وظروف سے زیادہ واقفیت رکھتی تھیں، بل کہ وہ خلوت نبوی، قلب محمدی اور اندرون رسالت مآب کی کیفیات و اضطرابات، رنگ و آہنگ اور انداز وطریق اور تمام گوشہ ہائے زندگی و عمل کا ادراک رکھتی تھیں۔ منطقی الزامی جواب کہ ازواج مطہرات مقدس خانہ ہائے نبوی کی بیرونی دنیا اور اس کے نبوی اعمال و اشغال وغیرہ سے اسی طرح آگاہ نہیں، صحیح نہیں۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے شوہر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری ذات وصفات اور شخصیت وسیرت کی جامع ترین حیثیت ومرتبت سے کلی آگاہی رکھتی تھیں۔ اندرون خانہ کے معاملات کی جس طرح وہ عینی شاہد تھیں، اسی طرح بیرون خانہ کے امور ومعاملات سے بھی خود اپنی تیز نگاہی سے اور دور رسی سے واقفیت رکھتی تھیں۔ ان کے کمال، ادراک و اخذ کا ایک طریقہ تو ان کے اپنے سوالات و استفسارات تھے، اور دوسرا خود ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات اور نبوی اعمال کے ان کے مشاہدات تھے، اور تیسرا دیگر کبار صحابہ و اصاغر امت کی ترسیلات تھیں۔(۱)

امہات المؤمنین میں سب ہی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث و روایات سیرت اور معلومات دین و شریعت جمع کرنے کا شوق تھا، جس کے بہت سے اسباب تھے۔

۱۔ ایک تو وہ ان کا فریضہ منصبی بھی تھا۔ ان سے نکاح و زواج نبوی اور معاشرت محمدی کا سب سے بڑا مقصد عالی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وصفات کے بارے میں معلومات جمع کرنا، دین و شریعت کے اسرار و امور کو سمجھنا اور سمجھانا اور تمام افعال و اقوال رسول کا جاننا اور سب کو آگاہ کرنا ہی تھا۔

۱۔ ان تمام جہات کے شواہد و دلائل آگے آتے ہیں، کتب حدیث وسیرت میں ان کی تعداد غالباً سب سے زیادہ ہے۔ سید سلیمان ندوی۔ سیرۃ عائشہ، باب تعلیم وتربیت: ص ۱۳۱۔ ۱۴۱۔ مقالہ خاک سار۔ ازواج مطہرات کی سوتیا چاہ۔ سیرت نبوی کا ایک باب۔ شش ماہی السیرہ عالمی، شمارہ ۴۰ اور دوسرے مقالات متعلقہ

۲۔ دوسرے وہ بہ طور ازواج مطہرات اپنی صنفی و نسوانی جبلت اور فطری جذباتیت کی بنا پر اپنے شوہر گرامی کی ہر حرکت پر نظر رکھتی تھیں۔ اس نظر و خیال اور فکر میں ان کی ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے کراں شیفتگی، بے کنار عقیدت اور اتھاہ محبت کا سب سے بڑا جذبہ تھا اور عشق و الفت نبوی کا ایک شاخسانہ رحمت و نظر ان کی سوتیا چاہ کا جذبہ صادق بھی تھا جو شمع حرم کے ارد گرد منڈلانے والے پروانوں پر خاص طور سے سوکنوں پر نظر و فکر رکھنے پر اکساتا اور برماتا تھا۔ اس میں منفی و مثبت دونوں جہات تھیں اور دونوں معلومات کا ذریعہ بھی تھیں۔

۳۔ تیسرے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ عام ہدایت نبوی تھی کہ خلوت میں میرے تمام اقوال و اعمال اور حرکات و اشغال بلا تکلف سب سے بیان کرو کہ زبان وحی سے ہی نہیں اعضا و جوارح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوائے حق کے اور کچھ صادر نہیں ہوتا۔ خلوت کی سرشاریوں، بے تابیوں اور نرم و گرم باتوں اور لطیف و نازک کاموں اور محبت و الفت کی مجلسوں اور شب و روز کے معاملوں کی روایات ان کے سوا کون کر سکتا تھا۔ (۱)

قدیم سیرتی و حدیثی رواۃ و مؤلفین نے تمام ازواج مطہرات کی عام دل چسپی روایت و حفظ احادیث نبوی کے بارے میں نقل کرنے کے ساتھ ایک تحقیق یہ بھی کی ہے کہ وہ سب حفاظ و راویات تھیں مگر حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ام سلمہؓ جیسی نہ تھیں کہ وہ دونوں ان کی بھی سرخیل تھیں۔ متعدد روایات و احادیث سے مزید تحقیق ہوتی ہے کہ اخذ و قبول احادیث اور روایت و ترسیل روایت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا کوئی ہم سر نہ تھا۔ اس بے مثال و بے نظیر مرتبت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ذہانت و فطانت، اخذ و قبول کی صلاحیت، درّاکی طبع و جودت فکر اور ایسی تمام دوسری صفات حمیدہ کے علاوہ ان کی کم عمری کی وجہ سے تعلم و تعلیم کی فطری لیاقت نے بھی ان کو دوسری ازواج طاہرات و صحابہ کرام پر تفوق عطا کیا تھا۔ ازواج مطہرات کی روایات سیرت طیبہ پر بحث و نقد کے مختلف زوایئے ہو سکتے ہیں اور ان میں ہر زوجہ مطہرہ کی الگ الگ روایات کا طریق بھی شامل ہے۔ لیکن ان میں سب سے موزوں ترین اسلوب بحث یہ لگتا ہے کہ موضوعات سیرت اور ابواب سوانح کے تحت ان کی روایات کو

۱۔ سید سلیمان ندوی۔ سیرۃ عائشہ، مختلف ابواب

ترتیب سے لایا جائے۔

مکی دورنبوی

حیات طیبہ اور سیرت مطہرہ کی دو زمانی ادوار روایتی بھی ہیں اور واقعاتی بھی اور ان کو بالعموم قبل بعثت اور بعد نبوت کے ادوار کہا جاتا ہے لیکن اسی کے ساتھ ایک تاریخی دھارے کا تسلسل اور واقعات وحوادث کی تعمیر وتشکیل کا تواتر بھی ہے جو زمانی حد بندیوں کا پابند واسیر نہیں ہے۔ اولین دور قبل بعثت کے حوادث و واقعات اور امور و معاملات بل کہ احوال و ظروف کا ایک غیر مرئی دھارا ہے جو بعد نبوت کے دور ثانی میں اسی طرح تداخل وتفاعل کرتا ہے جس طرح ایک دریائے آب حیات مختلف علاقوں، سرحدوں اور حد بندیوں سے مسلسل گزران کے ذریعے کرتا ہے۔ پورا مکی دور نبوی اسی طرح اپنے سابقہ ادوار نبوت وفطرت سے پیوستہ ہے تو بعد کے مدنی عہد نبوی سے بھی وابستگی کا تسلسل وتواتر رکھتا ہے۔

افراد وطبقات اور ان پر مبنی سماج ومعاشرے اور ان کے تمام دینی، سماجی اقتصادی اور تہذیبی عطایا اور مظاہر کا تسلسل وتواتر پوری حیات کو محیط ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص شخصی سیرت کا آغاز ولادت کے واقعۂ عظیم سے ہوتا ہے اور وفات حسرت آیات تک متعدد مراحل اور مختلف ادوار سے گزرتا ہوا اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ اس کے ساتھ آپ کے نسب وخاندان اور اجداد واکابر کا ایک تعلق بھی ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ناگزیریت اختیار کر لیتا ہے۔ قریشی اجداد کے ساتھ متعدد اکابر اور مشائخ وسادات مکہ وعرب بھی ذات نبوی سے وابستہ تھے اور ان میں سے بہت سے آپ کی حیات کے مختلف مراحل میں کارگزار رہے تھے یا ان کی شخصیات وعبقریات کی پرچھائیاں روایات سیرت میں درآتی تھیں۔

سیاسی نظام اور سماجی معاشرت اور ان کے ساتھ ان کے تہذیبی وتمدنی مظاہر بھی دور جاہلیت سے مکی دور سے مدنی دور تک اسی طرح کارفرمائی کرتے رہے۔ سماجی اقدار وروایات کا ایک سلسلہ عام عرب مزاج کا تھا اور دوسرا مقامی رنگ ہائے گوناگوں رکھتا تھا اور دونوں میں مشترکہ نکات والوں میں بھی تھے۔ ان سب کے باہمی تفاعل اور تداخل سے مکی معاشرت اور یثربی مدنیت کے امتیازات وخصائص ابھرے اور دونوں کے باہمی تعلق وارتباط سے ایک

عظیم و وسیع تر اسلامی معاشرت وجود میں آئی اور اس کے مختلف ادارے اور ان کے عطایا نے اسے مزید مالا مال کیا۔

مکی دورِ نبوی کے خاص امتیازت و خصائص اور احوال و ظروف کی وجہ سے سیرت نبوی کی تشکیل و تعمیر ہوئی جو اس کی بنیادی نوعیت ہے اور جداگانہ امتیاز بھی۔ صرف ذات والا صفات سے متعلق معلومات و روایات ہی ترسیل نگاروں اور راویوں کی توجہ کا مرکز نہیں بنی تھیں بل کہ اس ذات مرکزی سے وابستہ تمام دوسرے افراد، طبقات، احوال و ظروف اور امور و معاملات بھی ان کی روایت و ترسیل کے دائرے میں سمٹ آئے تھے اور ازواج مطہرات کی روایات سیرت نبوی میں ان کا بھی ایک قابل قدر حصہ ہے۔ وہ محض متعلقات و اطراف سیرت کا معاملہ نہیں بل کہ سیرت نبوی کو اس کے صحیح و واقعی تناظر اور وسیع تر سماجی پس منظر میں دیکھنے اور دکھانے کا ایک تاریخی آئینہ ہے۔ ان سے سیرت نبوی کی جامعیت، تہہ داری اور عظمت و رفعت کا ایک عظیم الشان مرقع سامنے آتا ہے۔

عہد جاہلیت کے مذاہب

مصادر حدیث و سیرت میں مرد راویوں اور گم نام اخباریوں کی جاہلی مذاہب خاص کر بت پرستی کے بارے میں بہت سی روایات ملتی ہیں۔ ان کے ساتھ ہی چند روایات خواتین اسلام اور خاص کر ازواج مطہرات کی روایات ان کی تلاش و جستجو کے علاوہ ان کے علم و فضل پر دال ہیں۔

اصنام عرب/کعبہ میں سے اساف و نائلہ کے بتوں کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی ایک روایت امام ابن اسحاق نے اپنی سند متصل سے نقل کی ہے:

عن عمرة بنت عبدالرحمن بن سعد بن زراره انها قالت: سمعت عائشه رضي الله عنها تقول: مازلنانسمع ان اسافا و نائلة كانا رجلا وامرأة من جرهم، احدثافی الكعبة فمسخهما الله تعالى حجرين (۲) والله اعلم (۱)

۱۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام۔ السیرۃ النبویہ۔ مرتبہ حمدی بن محمد آل نوفل، مکتبہ المورد، قاہرہ ۲۰۰۶: ج ۱، ص ۶۳، حاشیہ۔ ۲ میں محقق و مرتب حمدی نے المجمع الھیثمی: ج ۳، ص ۲۹۶ کے حوالے سے اسے صحیح موقوف قرار دیا ہے

عہد جاہلی کے مذاہب کے بارے میں اور بھی روایات و اخبار ازواج مطہرات سے دوسرے مباحث میں بھی ملتی ہیں اور تلاش و تحقیق سے ان کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

قبل بعثت/ جاہلیت کی شخصیات و اکابر

ازواج مطہرات بالخصوص اور دوسری خواتین اسلام بالعموم جاہلی دور کے اکابر و شخصیات اور معاملات و واقعات کی روایات نقل کرتی ہیں۔ ان سے نہ صرف ان سادات و سیدات جاہلی کی صفات و خدمات کا پتہ چلتا ہے بل کہ اس زمانہ فترت کے سماجی حالات اور ان میں ان کے خاص عطایا کا بھی علم ہوتا ہے۔ ایک اہم زاویہ ترسیل و روایت یہ بھی ہے کہ وہ روایات و اخبار اور احادیث اسلامی تناظر میں بالعموم نقل کی جاتی ہیں اور یہ عام طریقہ محدثین و اہل سیر ہے۔ اس کا ایک اور متقدم زاویہ نظر و فکر یہ بھی ہے کہ ان کی خدمات و عطایا کا مثبت پہلو نظر انداز ہو جاتا ہے اور ان کی فکر و خدمت کا دین حنیفی سے ارتباط نہیں ملتا۔ یہ بحث بعد میں اپنے تجرباتی تنقیدی اختتامیے میں آتی ہے۔ سر دست روایات و اخبار شخصیات جاہلی ل

عبداللہ بن جدعان تیمی

وہ خاندان بنی تیم خانوادہ صدیقی کے ایک عظیم ترین شیخ و سردار تھے۔ نام و نسب تھا: عبداللہ بن جدعان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم اور ان کی کنیت ابو زہیر تھی۔ وہ حضرت عائشہؓ کے ابن عم/عم زاد تھے یعنی حضرت صدیق اکبرؓ کے بھتیجے۔ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (بعد نبوت کسی زمانے میں) دریافت کیا کہ ابن جدعان کھانا کھلاتے تھے، مہمان نوازی کرتے تھے۔ تو کیا یہ سب ان کے قیامت کے دن کام آئے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں کیوں کہ انھوں نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا:

رب اغفر لی خطیئتی یوم الدین

یہ بہ قول سہیلی مسلم کی حدیث ہے، (۱) اور ذہبی نے بھی اس کی تخریج کی ہے اور اسے صحیح

۱۔ محقق کتاب کی تخریج کے مطابق مسلم، کتاب الایمان: حدیث ۳۶۵۔ ابوعوانہ: ج ۱، ص ۱۰۰۔ ابونعیم حلیہ میں (ج ۳، ص ۲۷۸) اور حاکم (ج ۲، ص ۴۰۵) میں ہے۔

قرار دیا ہے۔ شروح حدیث میں اس کے مباحث ہیں۔

دوسری روایات سے عبداللہ بن جدعان تیمی کے دیگچے (جفنہ) کے سائے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھری دوپہر میں آرام کرنے اور ان کے گھر میں منعقد حلف الفضول میں شرکت کرنے کا ذکر ملتا ہے۔(۱)

عہد جاہلی کے اور بھی متعدد اکابر اور شخصیات کے متعلق روایات و اخبار خواتین اسلام سے مروی ہیں اور ان سے ازواج مطہرات بھی واقف تھیں، مثلاً حضرت زید بن عمرو بن نفیل عدوی، مشہور حنیف قریش کو حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق ؓ نے دیکھا تھا اور حضرت عائشہ ؓ نے ان سے ان کے بارے میں سنا تھا۔ دوسری اہم شخصیت حضرت ورقہ ؓ بن نوفل اسدی کی ہے جن کا ذکر حضرت عائشہ ؓ نے اپنی حدیث بخاری (۲) میں کیا ہے۔ ایسے اور بھی اکابر و اشخاص جاہلی تھے۔ مثلاً آگے بحث میں حضرت خدیجہ ؓ کے والد خویلد اسدی اور چچا عمرو اسدی کے بارے میں قیمتی معلومات ان کی روایات سے ملتی ہیں۔ ان کے علاوہ متعدد اوروں کا ذکر مختلف واقعات کے حوالے سے آگے آتا ہے۔ ان میں رضاعی اقارب ازواج وغیرہ، متعدد اکابر قریش اور سرداران عرب اور شخصیات و افراد شامل ہیں۔

واقعۂ فیل کے اکابر

مکہ مکرمہ پر ابرہہ حبشی، حاکم و گورنر یمن، کے حملے نے تاریخ ساز اور مشہور عام تقویم عرب کا کارنامہ انجام دیا کہ اسی واقعے سے واقعات کی تقویم و توقیت کی جانے لگی۔ بیت اللہ کو منہدم کرنے کی غرض سے حبشی گورنر یمن کے حملے اور اس کے واقعات کو متعدد رواۃ اور اخباریوں نے بیان کیا ہے۔ ان میں سے بعض واقعات یا ان کی جزئیات و باقیات کا بیان بعض خواتین اسلام اور ازواج مطہرات کی اسناد و روایت سے کتب سیرت وغیرہ میں منقول ہے۔

سائیس و قائد فیل کے انجام بد کی روایت ابن اسحاق نے اپنے شیخ عبداللہ بن ابی بکر کے

۱۔ ابن سعد: ج ۱ ص ۶۱۔ سہیلی الروض الانف۔ مرتبہ مجدی بن منصور۔ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۹ء: ج ۱ ص ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ومابعد۔ نیز ج ۱ ص ۳۱۹۔ ذکر حرب فجار میں اسلامی تناظر کا حوالہ وغیرہ

۲۔ ملاحظہ ہو: روایت بعثت۔ بخاری: حدیث ۳

واسطہ سے حضرت عمرہؒ بنت عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ سے نقل کی ہے جس کی اصل راوی حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ ان کا عینی بیان و مشاہدہ ہے کہ میں نے فیل (ہاتھی) کے قائد و سائیس دونوں کو مکے میں نابینا و لاچار و محتاج دیکھا کہ وہ لوگوں سے کھانے کی بھیک مانگ رہے تھے۔ اس جزوی روایت واقعے سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت ام المؤمنین پورا واقعہ فیل جانتی اور بیان کرتی تھیں جس کی ترسیل قصور رواۃ سے نہ ہوسکی۔(۱)

تورات وانجیل میں ذکر محمدی

قدیم و متوسط مصادر سیرت میں متعدد اکابر محدثین و اہل سیر نے کتب سابقہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات ذاتی اور علاماتِ نبوت کے اقتباسات اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیے ہیں۔ متعدد صحابہ کرام کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک روایت امام ابن کثیر نے اپنی سند سے یہ بیان کی ہے:

> عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ ﷺ قال: مکتوب فی الانجیل: لا فظ، ولا غلیظ، ولا ضخاب فی الاسواق، ولا یجزی بالسیئۃ مثلھا بل یعفو ویصفح (۲)

کتاب التفسیر اور دوسری کتب حدیث اور مباحث، مصادر سیرت میں، کتب سابقہ میں ذکر صفات و علامات محمدی کی اور بھی روایات ازواج مطہرات سے منقول ہیں۔

ولادت نبوی

قدیم و جدید سیرت نگاروں نے ابن سعد کی ایک روایت علی بن محمد کے سلسلۂ اسناد سے حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہے۔ وہ ولادت نبوی اور اس سے متعلق واقعات و معجزات کو بہت تفصیل سے پیش کرتی ہے۔ اس کے بنیادی نکات و معلومات حسب ذیل ہیں:

۱۔ مکے میں مقیم ایک یہودی تاجر نے مجالس قریش میں سے ایک میں جا کر دریافت و

۱۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۴۶۔۴۷

۲۔ ابن کثیر: ج ۲، ص ۳۲۷

استفسار کے بعد اکابر مکہ کو خبر دی کہ اس رات اس امت کا نبی احمد الآخر پیدا ہوا ہے اور اس کی علامات نبوت میں مہر نبوت کی تفصیل بتائی۔ اور اگر تمہارے ہاں ایسا کوئی بچہ نہیں پیدا ہوا تو فلسطین میں پیدا ہوگا۔

۲۔ حیرت زدہ اکابر قریش نے جستجو کی تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر اس رات ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا گیا ہے۔

۳۔ اکابر قوم نے اس کے بعد یہودی پیش گو سے جاکر اس کے گھر پر ملاقات کی اور اس کی خبر رسانی پر کلام کیا۔ وہ حسب معمول مکالمات کی شکل میں ہیں۔

۴۔ یہودی پیش گو اکابر قریش کے ساتھ حضرت آمنہ کے پاس آیا اور اس نے علامت نبوت دیکھ کر تصدیق کی اور واویلا بھی کیا کہ نبوت بنو اسرائیل کے خاندان سے اور کتاب ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اس نے آپ کی نبوت کے واسطے سے عربوں کی فتح یابی اور عالمی سرخ روئی کا بھی ذکر کیا۔ امام ابن سعد کی یہ روایتِ ام المؤمنین، متعدد دوسری روایات مشائخ و تابعین وصحابہ کرام کے ساتھ ان کے اس باب میں ہے جس کا عنوان ہے:

علامات النبوۃ فی رسول اللہ ﷺ قبل ان یوحی الیہ

ابن کثیر نے یہ پوری روایت قریب قریب ان ہی الفاظ میں ابن اسحاق کی بتائی ہے جو ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد کے واسطے سے حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہے۔ ابن ہشام اور اس کی شرح سہیلی میں اس روایت ام المؤمنین کا ذکر نہیں ہے۔ ابن کثیر نے بھی آیات میلاد کے باب/فصل میں ہی اس کا ذکر متعدد دوسری روایات وآیات کے ساتھ کیا ہے جو دوسرے رواۃ سے مروی اور کتب سیرت میں موجود ہیں۔ اس روایت یا پیش گوئی پر روایتی ودرایتی نقد سے اس کا ضعف ثابت کیا گیا ہے۔(۱)

رضاعت نبوی: ثویبہؓ

حافظ ابن کثیر نے بخاری ومسلم کی صحیحین سے امام زہری کی روایت نقل کی ہے جو حضرت

۱۔ ابن سعد: ج۱، ص ۷۷۔ ۸۷۔ نیز ۷۱۔ ۸۱۔ ابن کثیر۔ الہدایہ والنہایہ۔ مطبعۃ السعادہ، قاہرہ ۱۹۳۸ء: ج۱، ص ۲۶۷۔ سہیلی: ج۱، ص ۲۷۸ ومابعد وغیرہ

عروہ بن زبیر نے حضرت زینب بنت ام سلمہؓ کے طریق سے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ سے بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میری بہن، جو دختر ابی سفیان ہے اور مسلم میں ان کا نام عزہ بنت ابی سفیان بتایا گیا ہے، سے شادی کر لیجیے۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا یہ تمھیں پسند ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں، آپ کے لیے میں مخل نہ بنوں گی اور میں یہ چاہتی ہوں کہ خیر کا حصہ میری بہن کو بھی ملے۔ آپ نے فرمایا: یہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔ حضرت ام حبیبہؓ نے کہا: ہم تو یہ باتیں کرتے ہیں کہ آپ بنت ابی سلمہ اور ایک روایت کے مطابق درہ بنت ابی سلمہؓ سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ فرمایا: ام سلمہؓ کی بیٹی سے؟ میں نے ہاں کہا تو فرمایا وہ اگر میری گود میں میری ربیب/ ربیبہ (پروردہ) نہ بھی ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی، کیوں کہ وہ میرے دودھ شریک/ رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ ثویبہؓ نے مجھے اور ابوسلمہؓ دونوں کو دودھ پلایا ہے۔

ارضعتنی و اباسلمۃ ثویبۃ

لہٰذا تم لوگ میرے لیے اپنی دختروں اور بہنوں کو پیش نہ کیا کرو۔ بخاری میں قول عروہ کا اضافہ ہے کہ ثویبہ ابولہب کی مولاۃ تھیں، جن کو انھوں نے آزاد کر دیا تھا اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی رضاعت کی تھی۔ حال آں کہ وہ ان کی مولاۃ رشتہ ولا سے تھیں۔

امام سیرت ابن اسحاق نے غزوہ احد میں شہادت حمزہؓ وغیرہ کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ حضرت حمزہؓ اور حضرت ابوسلمہؓ مخزومی رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی اسی رضاعت سے تھے۔ اس حدیث بخاری: ۵۱۰۱ کا ذکر حضرت ام حبیبہؓ سے بھی نکاح نبوی اور حضرت ام سلمہؓ کے زوجہ مطہرہ ہونے کی واقعیت سے بھی ہونے کی وجہ سے ازواج سے نکاح نبوی کی بحث میں بھی آ رہا ہے۔ (۱)

۱۔ بخاری۔ فتح الباری: ج۹، ص ۱۷۵۔ ۱۸۱۔ ابن ہشام۔ مذکورہ بالا: ج۱، ص ۴۲۔ ۴۳۔ ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ: ج۲، ص ۲۷۳۔ مقالۂ خاک سار۔ عہد نبوی میں رضاعت۔ نیز مقالہ دوم۔ حضرت ثویبہؓ۔ رسول اکرم ﷺ کی اولین رضاعی ماں۔ کتاب خاک سار۔ رسول اکرم ﷺ کی رضاعی مائیں۔ مکتبہ الفہیم، مئوناتھ بھنجن، ۲۰۰۹ء

رضاعت عائشہؓ وحفصہؓ

حضرت مسروق تابعی نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ ان کے پاس نبی ﷺ آئے تو ایک شخص ان کے ہاں بیٹھا تھا، آپ کا چہرہ متغیر ہوگیا گویا کہ آپ کو ناپسند ہوا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ میرے بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم سب اس بات کا خیال رکھنا کہ سب تمہارے بھائی نہیں ہیں۔ رضاعت صرف بھوک سے یعنی بچپن میں دودھ پلائی سے ثابت ہوتی ہے۔ (۱) جو شرح حافظ اور نص قرآنی کے مطابق ولادت کے بعد دو سال کے عرصے کو محیط ہے۔ دوسرے فقہی مباحثِ حافظ کے علاوہ ان کی توجیہ بھائی کے بارے میں یہ ہے کہ وہ حضرت عائشہ کے رضاعی باپ حضرت ابوالقعیس کے بیٹے تھے جن کا نام ونسب نہیں معلوم ہوسکا۔ حضرت عائشہؓ کی رضاعت زوجہ ابوالقیس بخاری کی روایت سے ثابت ہے جن میں آپ نے ان کے بھائی کے حضرت عائشہؓ کے گھر میں آنے کی اجازت دی تھی اور حضرت عائشہؓ کو رضاعت کا قانون واطلاق سمجھایا تھا۔ (۲) یہی احادیث موطا میں ہیں، جو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اپنی اور حضرت حفصہؓ کی رضاعت اور ان کے رضاعی عزیزوں بالخصوص چچا وغیرہ کے آنے کے بارے میں ہیں۔ (۳) اور آخر میں اپنی بہن سے رضاعت کے بارے میں رضاعت عائشہؓ کا سیرت نبوی سے تعلق تو ہے ہی، خود رسول اکرم ﷺ کی رضاعت/رضاعی رشتہ داری اور قرابت سے بھی ہے۔

رضاعت جاہلی واسلامی

موطا امام مالک کی کئی احادیث (۴) جاہلی عرب اور نبوی سماج میں لڑکوں لڑکیوں دونوں

۱۔ بخاری: حدیث ۵۱۰۲

۲۔ بخاری: احادیث ۵۱۰۳ اور اس کے اطراف

۳۔ موطا امام مالک: حدیث ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۸

۴۔ موطا امام مالک کی کئی احادیث: ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴۔ وغیرہ کتاب الرضاع کے ابواب رضاعۃ الصغیر وغیرہ

کو بچپن میں دوسری خواتین رضاعت (مرضعات/ مراضع) کی ایک مسلمہ دینی وسماجی روایت سے بحث کرتی ہیں اور نئی معلومات دیتی ہیں۔ ان میں ان دونوں امہات المؤمنین کی رضاعت کا ذکر ہے۔ اور ان کے رضاعی اعزہ بالخصوص رضاعی باپ، رضاعی چچا اور دوسرے محرمات کا خوب صورت حوالہ ہے۔ خاص طور سے امہات المؤمنین کے گھروں میں حجاب کے احکام کے نفاذ کے بعد اور ان اعزہ رضاعی کا ذکر ہے جو بہ راہ راست رضاعت کے رشتے سے وابستہ نہ تھے۔

اولین حدیث موطا میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تھے جب میں نے حضرت حفصہؓ کے گھر میں کسی مرد کے داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے کی آواز سنی۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ ایک مرد آپ کے گھر میں اجازت داخلہ چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ فلاں ہے یعنی وہ حفصہؓ کا رضاعی چچا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: اگر فلاں شخص یعنی میرا رضاعی چچا زندہ ہوتا تو میرے گھر داخل ہوسکتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ہاں رضاعت اسی طرح باعث تحریم ہے جس طرح ولادت۔

دوسری دو احادیث حضرت عائشہؓ کی اپنی رضاعت اور ان کے رضاعی چچا کے اذن داخلہ سے متعلق ہیں۔ اول الذکر میں غیر موسوم رضاعی چچا کے اجازت طلب کرنے کا واقعہ ہے اور حضرت عائشہؓ کے انکار کا، جب تک آپ سے دریافت نہ کرلیں اجازت نہیں دیں گی۔ آپ نے اجازت دے دی کہ وہ تمہارا رضاعی چچا ہے۔ حضرت عائشہؓ کو تردد تھا کہ مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا اور کسی مرد نے نہیں، آپ نے فرمایا کہ ''وہ تمہارا چچا ہے اور وہ آسکتا ہے''۔ اس کے بعد دو اسلامی احکام رضاعت حضرت صدیقہؓ سے مروی ہیں:

۱: حجاب کے احکام کے نفاذ کے بعد اجازت

۲: رضاعت ولادت کی مانند باعث حرمت

دوسری حدیث رضاعت عائشہ میں رضاعی چچا کا نام افلح ہے اور ان کے رضاعی والد/ باپ کا ابوالقعیس اور ان کی اجازت طلبی اور تمام واقعے کا ذکر ہے۔ محقق گرامی نے حواشی میں ان تمام احادیث کی تخریج ضرور کی ہے مگر ان کے بارے میں خاص کر رضاعت کے رشتے داروں کے احوال وسوانح کے بارے میں کوئی تعلیقات وتفصیلات نہیں دیں۔

رضاعت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ایک حدیث: ۱۷۶۸ بعد کے زمانے میں حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ کی رضاعت سے متعلق ہے اور دل چسپ ہے۔ حضرت ام المؤمنین نے سالم فاروقی کو اپنی بہن ام کلثومؓ بنت ابی بکر صدیقؓ کے پاس بھیجا کہ وہ ان کی رضاعت میں کم سے کم ''دس رضعات'' کی شرعی حد/ نصاب پوری کر دیں، تاکہ وہ حضرت ام المؤمنین کے پاس بلا روک ٹوک آ سکیں۔ حضرت سالمؓ کا بیان ہے کہ حضرت ام کلثوم صدیقی صرف تین بار ہی رضاعت کر سکیں لہٰذا میں حضرت عائشہ کے پاس نہیں جا سکتا تھا کہ دس رضعات کی شرط پوری نہیں کی تھی۔

حضرت عبدالرحمن بن قاسم نے اپنے والد ماجد سے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا دستور و معمول یہ تھا کہ ان کے پاس بلا حجاب و روک تھام وہ مرد داخل ہوتے تھے جن کو ان کی بہنوں نے یا بھتیجیوں نے دودھ پلایا تھا:

کان یدخل علیہا من ارضعہ اخواتہا و بنات اخیہا

اور وہ لوگ داخل نہیں ہو سکتے تھے جن کو ان کے بھائیوں کی بیویوں نے دودھ پلایا تھا۔(۱)

موطا میں دوسری روایات رضاعت کرنے والی اور قرآن میں آیت رضاعت سے متعلق احادیث عائشہؓ ہیں جو غیلہ کی ممانعت اور رضاعت عشر رضعات کی منسوخی کا ذکر کرتی ہیں۔(۲)

اسی طرح صفیہ بنت ابی عبید کا بیان ہے کہ حضرت حفصہؓ ام المؤمنین نے عاصم بن عبداللہ بن سعدؓ کو اپنی بہن حضرت فاطمہؓ بنت عمر بن الخطاب کے پاس بھیجا، تاکہ ان کو ''دس رضعات'' تک دودھ پلا دیں اور وہ ان کے پاس آ جا سکیں۔ وہ صغیر/ نابالغ تھے اور ان کی رضاعت جاری تھی۔ حضرت فاطمہؓ بنت عمر فاروقؓ نے شرط رضاعت پوری کر دی، لہٰذا وہ حضرت حفصہؓ کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔(۳)

۱۔ موطا: حدیث ۱۷۷۰

۲۔ موطا: حدیث ۱۷۷۹۔۱۷۸۰

۳۔ موطا: حدیث ۱۷۶۹

اگر چہ مسند احمد کی حدیث: ۶۲۵۰ حدیث سعد الدلیلؓ اور کسی ام المؤمنین سے مروی نہیں ہے لیکن رضاعت خاندان صدیقی کے لحاظ سے اہم ہے۔ دوران ہجرت مدینہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت سعد الدلیلؓ سے بھی رہبری کی درخواست کی تھی کہ ان کے پاس حضرت ابوبکرؓ صدیق کی ایک بیٹی (غیر موسوم) رضاعت کے لیے تھی۔ مختصر راستے سے مدینے کا سفر مطلوب تھا اور اس کا ذکر اس حدیث میں دوسری تفصیلات کے ساتھ ہے اور خاصا اہم ہے۔(۱)

جاہلیت میں نکاح کی اقسام

حدیث بخاری میں حضرت عائشہؓ نے جاہلیت میں نکاح کی چار اقسام کی تصریح کر کے ان میں اصل وصحیح طریق کے اسلام میں باقی رہنے کا ذکر کیا ہے جب کہ جاہلی دور میں وہ سب مروج تھیں۔(۲) اول وہ نکاح تھا جو اسلام میں بھی باقی رہا وہ یہ تھا کہ آدمی کسی کی لڑکی کے لیے پیغام اس کے ولی کو دیتا اور وہ نکاح کر دیتا اور اس کا مہر ادا کرتا، دوسری، تیسری اور چوتھی اقسام نکاح بدکاری کی صورتیں تھیں اور ان کی تفصیل وتشریح حدیث بخاری اور اس کی شرحِ حافظ میں ہے۔(۳)

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد سے زواج نبوی

امام سہیلی نے حضرت خدیجہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح د زواج کے ضمن میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد جنگ فجار سے قبل انتقال کر چکے تھے۔ وہی شخص تھے جنھوں نے شاہ یمن تبع سے حجر اسود کو یمن لے جانے کے معاملے میں نزاع کیا تھا اور خویلد کے ساتھ قریش کی ایک جماعت

۱۔ حیات طیبہ مسند امام احمد بن حنبل کی روشنی میں۔ اردو ترجمہ محمد ابراہیم فیضی۔ دار العلم والتحقیق کراچی ۲۰۱۴ء: ص ۱۷۵

۲۔ بخاری: حدیث ۵۱۲۷

۳۔ بخاری۔ فتح الباری: ج ۹، ص ۲۸۸۔ ۲۳۳ ومابعد

نے بھی ان کا ساتھ دیا تھا۔ پھر تبع نے ایک خواب دیکھا جس نے اس کو وحشت زدہ کردیا اوراس نے حجر اسود کو مکے ہی میں رہنے دیا۔ یہ ساری تفصیل ابن کثیر نے اپنی کتاب میں سہیلی کے حوالے سے دی ہے۔ امام سہیلی نے طبری کی تاریخ سے حضرت جبیرؓ بن مطعم، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ سے نہ صرف مذکورہ بیان نقل کیا ہے بل کہ مزید صراحت کی ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے چچا عمرو بن اسد ہی وہ ولی تھے، جنھوں نے حضرت خدیجہؓ کی شادی رسول اکرم ﷺ سے کی تھی اور خویلد تو فجار سے قبل فوت ہو چکے تھے:

عن عائشہ رضی اللہ عنہا: ان عمرو بن اسد ھو الذی انکح خدیجۃ رسول اللہ ﷺ، وان خویلداً کان قد ھلک قبل الفجار

سہیلی کی روایت میں بعض الفاظ و تعبیرات کا فرق ضرور ہے مگر مقصود مطلوب واضح و یک ساں ہے۔ دونوں روایات کا لفظی فرق بالمعنی کے ذیل میں آتا ہے۔ (۱)

احادیث حضرت عائشہؓ مناقب حضرت خدیجہ کے بارے میں بھی ان سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کے حوالے دیتی ہیں کہ ان کی وفات کے تین سال بعد مجھ سے شادی کی تھی اور میں نے ان کو دیکھا نہ تھا۔ (۲)

قریشی تعمیر خانہ کعبہ

رسول اکرم ﷺ کے لڑکپن میں قریشی اکابر کی اولین تعمیر کعبہ کے ضمن میں رسول اکرم ﷺ کے دوسرے لڑکوں بالوں کے ساتھ تعمیر کعبہ کے لیے پتھروں کے ڈھونے اور لانے کا ذکر ایک خاص حوالے سے کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ پتھر اپنے شانہ مبارک پر رکھ کر لاتے تھے اور اس کی رگڑ سے شانہ مبارک چھل جاتا تھا۔ آپ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب نے، جو ان قریشی لڑکوں میں شامل تھے اور آپ کے ساتھ پتھر لا رہے تھے، آپ

۱۔ سہیلی: ج۱،ص ۳۲۵

۲۔ ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ: ج۲،ص ۲۹۶۔ سہیلی: ج۱،ص ۳۲۵۔ فتح الباری: ج۷،ص ۱۶۷ ومابعد: احادیث ۳۸۱۶۔۳۸۲۱۔ شرح حافظ میں، ان کی زمانی معاصرت اور روایت وغیرہ پر عمدہ بحث ہے جو ان دونوں عبقریات کے بارے میں قیمتی معلومات دیتی ہے۔

کو مشورہ دیا کہ اپنی ازار اتار کر کاندھے پر رکھ لیں، تاکہ شانہ مبارک رگڑ اور خراش سے محفوظ رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تجویز پر ازار اتارنی چاہی تھی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اسی عالم بے ہوشی میں آپ کو ہدایت غیبی کی گئی کہ کبھی عریاں نہ ہوں۔ یہ واقعہ مختلف رواۃ صحابہ سے مروی ہے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر دوم یا عہد نبوی میں آخری ناقص تعمیر کا ذکر صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم نے کیا نہیں دیکھا کہ تمہاری قوم نے خرچے کی کمی کی وجہ سے تعمیر کعبہ میں قصور و نقص کیا، اگر تمہاری قوم کی حالت کفر ابھی تازہ نہ ہوتی تو موجودہ عمارت کعبہ کو توڑ کر ایک دروازہ اس کے مشرق میں اور ایک مغرب میں رکھ دیتا اور اس کی عمارت میں حجر نامی مقام کو بھی داخل کر دیتا:

عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله ﷺ قال لها: الم تری ان قومک قصرت بهم النفقة، ولولا حدثان قومک بکفر لنقضت الکعبة وجعلت لها بابا شرقیا وبابا غربیا، وادخلت فیها الحجر (۱)

موطا امام مالک میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ذرا مختلف انداز سے آئی ہے اور اس میں قواعد ابراہیمؑ پر اس کی تعمیر قریشی کے قصور کا ذکر ہے:

الم تری ان قومک حین بنوا الکعبة، اقتصروا علی قواعد ابراہیم؟

حضرت عائشہؓ نے اس پر عرض کیا: آپ اسے قواعد ابراہیم پر تعمیر کریں گے؟ تب آپ نے قوم کے کفر و ضلال کے زمانے سے قریب ہونے کی وجہ سے اس سے احتراز کیا تھا۔ (۲) اس پر حضرت ابن عمرؓ کا تبصرہ ہے کہ اگر حضرت عائشہؓ نے یہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی تو میں نہیں سمجھتا کہ حجر کے پاس واقع دونوں رکنوں کا استلام آپ نے ترک نہ کیا ہوتا

۱۔ امام ابن کثیر نے اس بحث کے آخر میں تصریح کی ہے کہ اس موضوع پر ہم نے اپنی تفسیر میں سورۂ بقرہ: ۱۲۷ واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمٰعیل پر مفصل بحث کی ہے اور تمام روایات تعمیرات کو وہاں جمع کر دیا ہے۔ (ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ: ج ۲، ص ۱۰۴۔ تفسیر، سورہ و آیت کریمہ مذکورہ بالا)

۲۔ موطا: حدیث ۱۰۵۴

سوائے اس کے بیت اللہ قواعد ابراہیم پر پورا تعمیر نہیں کیا گیا۔

اگلی حدیث عائشہ میں یہ اہم صراحت ہے:

مابالی اصلیت فی الجحر ام فی البیت؟ (۱)

بعثت ونبوت اور تنزیل قرآنی

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اولین کتاب کا عنوان: **کتاب بدء الوحی** انتہائی بصیرت وفقہ حدیث وسیرت کی بنا پر قائم تھا اور اس کی کئی جہات ہیں۔ بالعموم شارحین حدیث اور ان سے زیادہ سیرت نگاروں نے خاص کر جدید صاحبان علم نے ان کو ان کے صحیح تناظر میں نہیں سمجھا اور متعدد کو خلط ملط کر دیا۔ قدیم اماماں سیرت اور محققین حدیث نے ان کی نو بہ نو جہات کا نہ صرف ادراک کیا بل کہ آغاز وحی کے مختلف مراحل و اوقات کا فرق بھی واضح کیا۔ امام بخاری اور بعض دوسرے قدیم محدثین کرام نے وحی کی کیفیت، نزول آغاز وحی اور اس کے مراحل و جہات یعنی رویائے صادقہ، تحنث نبوی، عزلت نشینی، تنزیل قرآنی، کلام الٰہی کی قلب نبوی اور جسم اطہر پر تاثیر (الروع)، خشیت نبوی، تصدیق وتسلی حضرت خدیجہؓ اور مکارم اخلاق نبوی کی توصیف، حضرت ورقہ بن نوفل اسدیؓ کی دینی منزلت اور علمی وروحانی عظمت، روح وحی اور طریق تنزیل سے واقفیت اور ان سے بعثت ونبوت محمدی کی تصدیق کرانے کی سعی ام المؤمنین، حضرت ورقہؓ کی تصدیق رسالت محمدی اور امداد و اعانت شخصی کی یقین دہانی اور جلاوطنی کی پیش گوئی اور مصدق اول کی وفات اور فترۃ وحی کا حوالہ، ان تمام مباحث کو ایک ہی حدیث صحیح کی صورت میں گوندھ کر پیش کر دیا ہے اور یہ اہم ترین حدیث بخاری ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ (۲) جس طرح امام موصوف کی صحیح کی دوسری حدیث: ۲، کیفیت وحی کے باب میں ان کی سند و بیان سے نقل کی گئی ہے۔ اس میں گوناگوں کیفیات و

۱۔ محقق بشار عواد معروف نے اپنے حواشی۔ ۳ وغیرہ میں بالخصوص بخاری کے علاوہ ابن حبان، ابویعلی، جوہری، بیہقی، ابن خزیمہ، طحاوی۔ شرح المعانی، نسائی، احمد بن حنبل، مسند شافعی، مسلم اور شروح موطا التمہید دغیرہ میں اس کی تخریج کی ہے۔ (ج ۱ ص ۴۸۸۔۴۸۹)

۲۔ وہی مذکورۃ الصدر روایت بخاری: ۳

تاثیرات تنزیل وحی کا بیان ہے جو متاخر مدنی دور کے صحابی حضرت حارث بن ہشامؓ کے سوال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا: وہ بنیادی طور پر تین قسموں کی تھیں:

۱۔صلصلۃ الجرس کی مانند جو سخت ترین ہوتی۔

۲۔فرشتہ وحی کا تمثل انسانی

۳۔اور بلا رویت شخص آواز غیب۔

آخر میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے وحی کے نزول کی شدید ترین تاثیر کا ذکر اپنے عینی مشاہدے سے کیا ہے کہ شدید سردی کے موسم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو حالت دگرگوں ہو جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے اخذ وقبول کے عرق کے موتی پسینے کی دھاروں کی صورت میں پورے جسم اطہر کو نم آلود کر دیتے۔اصلاً یہ حدیثِ حضرت عائشہؓ موطا امام مالک کی ہے،(۱) جو بخاری کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں بھی ہے جیسا محقق موطا نے حاشیہ: ۳ میں تخریج کر کے بتایا ہے۔شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح احادیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ میں متعدد دیگر کتب حدیث وسیرت کا ذکر کیا ہے۔ان میں شامل ہیں: اصحاب الاطراف کی مسند عائشہ، مسند احمد، معجم بغوی، مسلم، ابوداؤد، خطابی، ابن بطال، ابن سعد، امام الحرمین، بیہقی، ابوعوانہ/صحیح وغیرہ (حدیث۔۲ کی شرح میں)، روایت ابی الاسود عن عروہ عن عائشہؓ، صحیح مسلم (روایت جبریلؑ)، مسند احمد، ترمذی (عن عائشہ)، سیرۃ سلیمان تیمی، دلائل بیہقی، طیبی، سہیلی، مسند ابوداؤد طیالسی، یونس ومعمر کی روایات، ابونعیم کی دلائل النبوۃ، زبیر بن بکار، ابن اسحاق (سیرۃ)، تاریخ احمد بن حنبل، بیہقی، ابن ابی خیثمہ، ابن التین، واقدی اور متعدد دوسرے امامان نحو وشرح و حدیث وتفسیر (حدیث: ۳)۔ان میں امامان سیرت ابن اسحاق وواقدی کا ذکر اہم ہے۔اس سے زیادہ اہم یہ واقعہ ہے کہ اتنے مصادر حدیث وسیرت میں احادیث حضرت صدیقہؓ نقل کی گئی ہیں اور ان کے متنی اختلافات اور دوسرے زیادات اور شروح ان کی وسعت ترسیل کو اور اہم بناتے ہیں۔

امام بخاری سے قریب نصف صدی قبل امام سیرت محمد بن عمر واقدی کی اپنی سند سے بھی

۱۔موطا: حدیث ۵۴۲

روایت بعثت و نزول وحی مختصراً حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سند سے مروی ہے اور اس میں رویائے صالحہ سے آغاز وحی، رویا صادقہ کی سچی تعبیرات، خلوت گزینی، غار حرا میں تحنث نبوی اور زاد عبادت کے خاتمے پر خدیجہؓ کے پاس واپسی اور مزید زاد تحنث کے ساتھ غار حرا میں قیام وتحنث اور آخر میں حق کی آمد غار حرا میں اس کے کل نکات ہیں۔ باقی نکات و مشمولاتِ حدیث بخاری امام واقدی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت وغیرہ سے دو تین روایات میں دی ہیں اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں مسند عائشہ سے تین احادیث: ۲۴۶۸۶، ۲۵۳۳۷، ۲۵۴۲۸، میں رویا صادقہ اور اولین تنزیل قرآن کی تفصیل میں اسی طرح نقل کی ہیں، ان میں معمولی فرق ہے، صرف حضرت ورقہ بن نوفلؓ کے بارے میں فرق بیان بہت بنیادی ہے۔ ان پر بحث اگلے عناوین میں سے کسی نہ کسی کے تحت آتی ہے۔

امام ابن کثیر نے باب کیفیۃ بدء الوحی کے تحت امام بخاری کی یہی روایت حضرت عائشہؓ انھیں الفاظ میں نقل کی ہے البتہ بعض الفاظ کا فرق ضرور ملتا ہے، سوال یہ ہے کہ یہ فرق کیوں ہے؟(۱)

وحی کی شدت تاثیر کی حدیث بخاری: ۲ اور ایسی دوسری روایات تنزیل قرآنی حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں یا دوسرے رواۃ کرام سے۔ حافظ ابن کثیر نے صحیح بخاری کی حدیث: ۲ حضرت عائشہؓ سے نقل کر کے اس پر بحث ایک خاص فصل میں کی ہے جس کا ذکر مسند احمد میں آتا ہے اور بعض دوسری احادیث کا بھی جن پر بحث آگے آتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ حدیث مسند امام احمد میں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹھنڈی صبح میں وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین مبارک پر پسینہ آجاتا تھا۔(۲) اس کے بعد تین مزید احادیث ہیں: ۲۴۲۷۴، ۲۴۷۷۵، ۲۵۶۶۶ جن میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت حارث بن ہشامؓ کی حدیث نقل کی ہے جو صلصلۃ الجرس اور تمثل فرشتہ کی دو صورتوں

۱۔ حیات طیبہ: ص ۵۴۔ ۵۷۔ فتح الباری: ج ۱، ص ۹۳۔ ۹۴۔ ابن کثیر۔ البدایہ: ج ۲، ص ۳۰۔ ۲۱۔ ۲۲، ۹۴

۲۔ مسند امام احمد: حدیث ۲۳۷۸۸، ۲۵۱۲۹

کے علاوہ حضرت عائشہ کا تجربہ وعینی مشاہدہ بتاتی ہیں اور وہ حدیث بخاری: ۳ کی مانند ہیں۔

ابن کثیر نے حدیث بخاری۔ ۳: پر بحث کرتے ہوئے دوتین اہم نکات کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ امامانِ سیرت ابن اسحاق وواقدی وغیرہ کی روایات کے حوالے سے ہے:

اول یہ کہ امام بخاری کی رویا صالحہ کی حدیث امام ابن اسحاق کی روایت کو تقویت دیتی ہے جو حضرت عبیدؓ بن عمر اللیثی سے مروی ہے اور جس میں پہلے تنزیل قرآنی کے رویا صالحہ میں آنے کی حقیقت واضح کی گئی ہے اور پھر رویا صادقہ کے سچے واقعے میں عالم بیداری میں تبدیل ہونے کی واقعیت ظاہر کرنے کے لیے اس میں انھیں تمام تفصیلات کے ساتھ عالم بیداری میں آنے کا واقعہ دہرایا گیا ہے۔ وہ رویائے صالحہ کی مدت وحیثیت اور وحی حدیث ووحی قرآنی کی توام حقیقت اور دوسری چیزوں کی تصدیق وتفصیل کرتی ہے۔

دوم یہ کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت وحدیث بخاری کی تصدیق وتقویت کرتی ہے جو اس بحث کے لیے خاص ہے۔ امام ابن کثیر ابن اسحاق کی توثیق برابر کرتے ہیں۔

سوم وہ حدیث وروایت ابن اسحاق کو بخاری کی حدیث عائشہؓ کے مساوی قرار دیتے ہیں:

وذکر نحو حدیث عائشة سواء(۱)

چہارم وہ بحث وتجزیہ امام ابوشامہ کے حوالے سے یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ کی حدیث اس حدیث ابن اسحاق کی نفی نہیں کرتی:

وحدیث عائشة لاینافی هذا

اس کے ساتھ ہی وہ حدیث حضرت عائشہؓ کی تفسیر وتشریح کرتے ہیں جو متعدد شارحین ومحدثین کے اقوال سے مزین اور حافظ عسقلانی کی شرح پر اضافہ ہے۔

ایمان حضرت خدیجہ وبنات نبوی

امام ابن اسحاق نے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع عبشمی سے شادی اور موخر الذکر کی غزوہ بدر میں اسیری کے حوالے سے ایک روایت اپنے

۱۔ ابن کثیر۔ البدایہ: ج ۲، ص ۳۱۶۔

رواۃ سے نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا تو حضرت خدیجہؓ اوران کی بنات طاہرات نے بھی اسلام قبول کرلیا:

آمنت به خديجة و بناته فصدقنه اور شهدن ان ماجاء به الحق و دن بدينه و ثبت ابو العاص على شركه (۱)

حضرت ورقہ بن نوفل اسدیؓ

رویائے صادقہ، ان کی تعبیر حقیقی، اولین تنزیل قرآنی، غارحرا کی عزلت گزینی اور تحنث نبوی اور اس کے متعلق واقعات کے ضمن میں دو عظیم ترین سابقین اولین، حضرت خدیجہ بنت خویلد اسدیؓ اور حضرت ورقہ بن نوفل اسدیؓ کی شخصیتوں کا ذکر ان کی صفات حمیدہ کے ساتھ ان تمام روایات و احادیث میں آیا ہے، جو امام ابن اسحاق، امام واقدی، امام احمد بن حنبل اور امام بخاری وغیرہ نے اپنے اپنے مشائخ کی سندوں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مراسیل سے روایت کی ہیں اور جن کو بعد میں امامان حدیث وسیرت، ابن کثیر، سہیلی اور متعدد دوسروں نے ان امامان سلف سے نقل کیا ہے۔ حضرت ورقہ بن نوفل اسدیؓ کی تصدیق رسالت نبوی کے علاوہ ان کی شخصی و علمی حیثیت اور مکی سماج میں ان کی منزلت کا ذکر بھی ان احادیث میں ہے، ان کی حیات و صفات کے بارے میں ان احادیثِ حضرت صدیقہؓ کے خاص نکات یہ ہیں:

۱۔ حضرت ورقہ بن نوفل اسدیؓ نے نصرانی مذہب اختیار کرلیا تھا۔ انجیل کو عبرانی میں پڑھا کرتے تھے اور دور جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ وہ عبرانی میں ہی انجیل سے لکھا کرتے تھے۔

۲۔ وہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔

۳۔ وہ حضرت خدیجہ بن خویلد اسدیؓ کے چچازاد بھائی تھے۔

۴۔ اس کے بعد جلد ہی ورقہ فوت ہوئے اور وحی کا سلسلہ رک گیا۔

حضرت ورقہ بن نوفل اسدیؓ کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ایک اور

۱۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۱۹۳

حدیث امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نقل کی ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے (جنتی یا جہنمی ہونے کے بارے میں) پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں انھیں سفید کپڑوں میں دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے اگر وہ جہنمیوں میں سے ہوتے تو ان پر سفید کپڑے نہ ہوتے۔(۱)

مسند احمد بن حنبل میں یہی حدیثِ عائشہ صدیقہؓ ہے، جس کے الفاظ ابن کثیر نے یوں نقل کیے ہیں:

قدرأيته فرأيت عليه ثياب بيض، فاحسبه لو كان من اهل النار لم يكن عليه ثياب بيض

اسی معنی کی حدیث ابن کثیر نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے نقل کی ہے جن میں لباس ورقہؓ کی کچھ تفصیل ہے، اور سندس اسے بتایا گیا ہے۔ امام ابن کثیر نے حافظ ابوبکر بزاز کی سند سے حضرت عائشہؓ کی ایک اور حدیث نقل کی ہے:

لا تسبوا ورقة فانى رأيت له جنة او جنتين

یہی حدیث امام ابن عساکر نے بھی اپنی سند سے حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہے اور اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔ حضرت ورقہؓ کے بارے میں دوسرے صحابہ سے متعدد روایات ہیں۔(۲)

فترت وحی

حدیث بخاری: ۳ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سند سے بعثت و تنزیل قرآنی کے آغاز کے واقعے کے اواخر میں فترت وحی کا بھی حوالہ ہے۔ امام احمد بن حنبل نے مسند میں ایک حدیث عائشہ صدیقہ نقل کی ہے کہ پہلی وحی کے نزول کے بعد وحی کا سلسلہ رک گیا (جس کو فترت وحی کہا جاتا ہے)۔ ہمیں پہنچنے والی خبروں کے مطابق رسول اللہ ﷺ اس سے سخت غم گین ہوئے اور بار بار پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جاتے اور اضطراب میں وحی کے نزول کی فکر

۱۔ مسند احمد: حدیث ۲۳۸۴۶

۲۔ بخاری۔ فتح الباری: ج ۱، ص ۲۴۔ ۳۱ و مابعد: موطا: ج ۱، ص ۲۷۷ و مابعد: حیات طیبہ: ص ۵۴۔ ۵۹۔ ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ: ج ۳، ص ۲، ۴، ۲۱، ۲۲، ۹۴، ۹۵۔ نیز ج ۲، ص ۱۶۳ وغیرہ

وانتظار میں رہتے۔(۱) روایت میں ہے کہ آپ کو خود کو پہاڑ سے گرانے کا خیال آتا جو اصل میں امام زہری کی بلاغات میں ہے اور وہ حضرت عائشہؓ یا کسی اور صحابی کی حدیث کا حصہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضطراب دور کرنے کی خاطر حضرت جبریل علیہ السلام نمودار ہوتے اور آپ سے فرماتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور آپ مطمئن و پرسکون ہو جاتے۔ اس طرح ہر اضطرابی موقع پر فترت وحی کے بعد حضرت جبریلؑ آپ کو تسلی و تشفی دیتے اور آپ کو سکون واطمینان مل جاتا۔(۲)

قرآنی سورتوں کا نزول

اولین سورہ قرآن: سورہ اقرأ کی آیات کریمہ کی روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مختلف محدثین واہل سیر نے نقل کی ہے۔ اس کے بعد کی سورتوں کی تنزیل کی روایات و احادیث بھی حضرت عائشہؓ سے بالخصوص اور دوسری ازواج طاہرات سے مروی ملتی ہیں۔

سورہ مزمل

امام ابن اسحاق نے اپنی سند سے حضرت عائشہؓ کی ایک اہم روایت نقل کی ہے جو اس سورت کی اور دوسری آیات کی توقیت بھی بتاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ: یایھا المزمل اور اس میں قول الٰہی: وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ﴿۱۱﴾ ...... وَعَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۳﴾ کے نزول کے درمیان کا وقفہ بہت تھوڑا تھا، یہاں تک اللہ تعالیٰ نے قریش کو یوم بدر میں وہ عذاب چکھا دیا:

> ماکان بین نزول یایھا المزمل و قول اللہ تعالیٰ فیھا: وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ ... الخ... الایسیر حتی اصاب اللہ قریشا بالوقعة یوم بدر

اس روایت ام المؤمنین کے دو توقیتی حصے ہیں: اول سورہ مزمل کی اولین آیات کا نزول

۱۔ امام احمد بن حنبل۔ مسند: حدیث عائشہ صدیقہؓ: ۲۵۴۲۸

۲۔ امام احمد بن حنبل۔ مسند: حدیث عائشہ صدیقہؓ: ۲۵۴۲۸

جو ان کے مکی دور کا ہے اور دوسرا بعد کی آیات سورہ کا جو مکی دور کا ہے اور ان کے بچپن یا اس سے پہلے کا۔ غزوہ بدر میں قریشی سزا و عذاب پر آخری آیات کریمہ کا اطلاق مدنی دور کا ہے اور ان کی حیات دانش و حکمت قرآنی کا۔ بعض اور آیات کریمہ کا نزول و اطلاق بھی ان سے مروی ہے۔(۱)

سورہ مدثر

حافظ ابن کثیر نے تفسیر سورہ میں حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث یہ نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

آسمان دنیا میں ایک موضع / مقام قدم کے برابر جگہ نہیں ہے کہ جس پر کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ ریز یا قیام میں نہ ہو۔ پھر آپ نے آیت کریمہ:

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ تلاوت کی۔ اس حدیث کو غریب مرفوع بتایا ہے(۲)

مکی دور کی دوسری آیات اور سورتوں کے نزول کی احادیث و روایات ازواج مطہرات اور بھی ہیں اور ان کا مفصل ذکر د حوالہ بعد کے مباحث خاص کر ان کے علوم اسلامی کے عطایات میں آئے گا۔

عصمت الٰہی

نزول وحی کے بعد علامات نبوت کے باب میں امام ابن سعد نے دیگر صحابہ و رواۃ کرام کے علاوہ بعض ازواج مطہرات سے بھی روایات بیان کی ہیں۔ حسب معمول ان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سند سے امام کے شیخ مسلم بن ابراہیم کی ایک روایت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے حرس کا ایک دستہ رہتا تھا اور جب آیت کریمہ: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ

۱۔ ابن اسحاق: ج ۲، ص ۲۰۵۔ تفسیر ابن کثیر سورہ مزمل وغیرہ

۲۔ ابن کثیر۔ تفسیر: ج ۲، ص ۴۰۲

النَّاسِ (۱) کا نزول ہوا تو آپ نے قبے سے اپنا سر مبارک نکالا اور محافظوں سے فرمایا: لوگو، واپس جاؤ، اللہ نے میری حفاظت لوگوں سے فرما دی ہے:

ایھا الناس، انصرفوا الفرض افقد اعصمنی اللہ من الناس (۲)

نماز (صلاۃ) کی فرضیت

امام سیرت ابن اسحاق نے حضرت عائشہؓ کی حدیث فرضیت صلاۃ کے بارے میں نقل کی ہے جو بعد کے اضافۂ مدنی کو بھی حاوی ہے۔ احادیث وروایات کے مطابق اولین تنزیل قرآنی سورہ اقرا کی اولین پانچ آیات کریمہ کے نزول کے بعد حضرت جبریلؑ نے آپ کو غار حرا کے باہر اور اس اس کی چوٹی/ وادی میں وضو کی تعلیم دی اور دو دو رکعات نماز کی عملی تعلیم و مشق کرائی۔ یہ روایات بالعموم دوسرے صحابہ کرام سے منقول ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث فرضیت صلاۃ کے بارے میں ہے:

افترضت الصلوٰۃ علی رسول اللہ ﷺ، اولماافترضت علیه رکعتین رکعتین، کل صلاۃ، ثم ان اللہ تعالیٰ اتمھا فی الحضر اربعا واقرھا فی السفر علی فرضھا الاول رکعتین

شارح امام سہیلی نے ان دو رکعات کی فرضیت کے باب میں حدیث حضرت عائشہؓ کی شرح میں دوسرے علما وفقہا سے بحث کی ہے کہ اول اول صرف دو وقت کی نماز فرض تھی: ایک غروب آفتاب سے قبل اور دوسری طلوع آفتاب سے قبل: یعنی نماز عصر و نماز فجر، واقعہ اسرا کے بعد پنج گانہ کی فرضیت ہوئی، جو بعد کے مکی دور کا واقعہ ہے۔ حدیث بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے چار رکعات کی اضافے والی نمازوں کی فرضیت مروی ہے:

ثم ھاجر رسول اللہ ﷺ الی المدینۃ ففرضت اربعا

موطا امام مالک میں حضرت عائشہؓ سے زیادہ واضح الفاظ میں مروی ہے:

فرضت الصلوٰۃ رکعتین رکعتین فی الحضر والسفر فاقرت صلاۃ

۱۔ المائدہ: ۶۷

۲۔ ابن اسحاق: ج ۲، ص ۲۰۵۔ تفسیر ابن کثیر سورہ مزمل وغیرہ

السفر، وزید فی صلاۃ الحضر (۱)

حاشیہ محققین میں دوسری کتب حدیث میں تخریج حدیث کا ذکر ہے، جیسے صحیح ابن حبان، ابوداؤد، بخاری، طحاوی، نسائی، محمد بن حسن الشیبانی، مسلم، بیہقی، مسند جامع وغیرہ۔ (۲)

محدثین کرام، سیرت نگاروں اور علمائے اسلام نے ان تمام روایات و احادیث سے فرضیت صلاۃ یا آغاز فرضیت صلاۃ مراد لی ہے، جو صحیح نہیں ہے۔ احادیث و روایات کا نظم و در و بست ثابت کرتا ہے کہ اس سے حضر و سفر میں دو دو رکعات کی فرضیت دوگانہ/ پنج گانہ مقصود ہے جو بعد میں حضر کی چار رکعات کی فرضیت کی صورت میں ارتقا پذیر یا اکمال رکعات کو پہنچا۔ نماز یا بہ قول شاہ دہلوی ''اصل الصلاۃ'' کی فرضیت نبوت و رسالت کے ادارے کے قیام اور اسلام کے آغاز عہد حضرت آدم علیہ السلام سے جاری ساری اور قائم و دائم رہی اور قرآن کریم کی بہت سی آیات مقدسہ اس کی فرضیت کے تسلسل و تواتر کو ثابت کرتی ہیں۔ اصل الصلاۃ کی ہیئت، ساخت اور نوعیت میں دو رکعات کم از کم کی شرط لازمیت ہے، دو رکعات سے کم نماز نہیں ہوتی۔ (۳)

دعوت و انذار کا حکم الٰہی

سورہ مدثر کے نزول کے ساتھ ہی رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کو دعوت دینی اور تبلیغ کرنی شروع کی، جیسا کہ سورت کی تفسیر میں آتا ہے۔ اس سے قبل حضرت خدیجہؓ کے بارے میں گزر چکا ہے کہ وہ ایمان لائیں اور ان کے ساتھ ان کے بنات طاہرات بھی اسلام سے مشرف ہوئیں۔ ان میں سے بیشتر روایات و احادیث دوسرے صحابہ کرام سے مروی ہیں، لیکن چند ایک ازواج مطہرات بالخصوص حضرت عائشہؓ سے منقول ہیں۔ وہ مصادر سیرت و

۱۔ موطا امام مالک: حدیث ۳۹۰

۲۔ ابن اسحاق۔ سہیلی: ج ۱، ص ۴۲۳۔ ۴۲۴ و مابعد، بخاری۔ فتح الباری: ج ۱، ص ۶۰۲ و مابعد، موطا: ج ۱، ص ۲۰۹۔ ۲۱۰ و مابعد؛ حدیث بخاری: ۱۳۵۰ اصلاً موطا کی حدیث ۳۹۰ ہے۔

۳۔ بحث کے لیے کتاب خاک سار۔ مکی عہد نبوی میں اسلامی احکام کا ارتقا۔ فرید بک ڈپو، نئی دہلی ۲۰۰۷: باب نماز کے مباحث۔ نیز فتح الباری کے مباحث نماز۔

حدیث کے مختلف کتب وابواب میں آئی ہیں اور زمانی طور سے تاریخی توقیت نہیں رکھتیں۔ ان سے بہ ہر حال دعوت نبوی اور صحابۂ کرام میں سے سابقین اولین کے قبول اسلام کی احادیث صحابہ وازواج سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے اسلام کی روایات واحادیث حضرت عائشہؓ وغیرہ سے مروی ہیں اور بہت اہم ہیں۔(۱)

اسلام خاندان صدیقی

ایک حدیث بخاری کا بنیادی اور مرکزی مضمون حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ارادے اور سفر ہجرت حبشہ کے اردگرد گھومتا ہے۔(۲) لیکن حدیث حضرت ام المؤمنین کے اولین جملے ان کے اور ان خاندان بالخصوص والدین ماجدین کے اسلام لانے اور نبوی سنت زیارت اور مسلمانوں کے ابتلا کے بارے میں ہیں:

میں نے جب ہوش وخرد سنبھالا تو میرے والدین دین حق پر عمل پیرا تھے اور کوئی دن ایسا نہ گزرتا جب رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں دن کے دونوں پہروں اور صبح اور شام تشریف نہ لاتے ہوں:

ان عائشة زوج النبی ﷺ قالت: لم اعقل ابوی قط الا وھما یدینان الدین، ولم یمر علینا یوم الا یاتینا فیه رسول الله ﷺ طرفی النھار: بکرة و عشیة، فلما ابتلی المسلمون، خرج ابوبکر مھاجرا نحو ارض الحبشة۔۔۔الخ

مسند احمد میں یہ حدیث انھیں الفاظ سے شروع ہوتی ہے اور ہجرت ابوبکرؓ بہ طرف حبشہ اور ہجرت مدینہ نبوی کی تفصیلات دوسری احادیث مسند میں بھی ہیں۔(۳) امام ابن اسحاق نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے خانہ صدیقی میں صبح وشام آنے

۱۔ ابن کثیر۔ تفسیر، سورہ مدثر وغیرہ۔ ابن اسحاق۔ ابن ہشام: ج۱،ص ۱۶۰ ومابعد

۲۔ بخاری: حدیث ۳۹۰۵

۳۔ مسند احمد: حدیث ۲۵۰۲۸

کے معمول نبوی کا ذکر کیا ہے جو جامع ومختصر و مماثل ہے۔(۱)

ظاہر ہے کہ یہ تمام احادیث و روایات بعد کے زمانے کی ہیں، جب کہ اسلام صدیق اکبرؓ اور ان کے خاندان کا قبول حق بہت پہلے کا تھا اور ان کی روایات بھی ہیں، مگر زیادہ تر دوسرے صحابہ سے۔

اسلام حضرت عامرؓ بن فہیرہ

امام واقدی کی اپنی سند سے روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ میری ماں کے ماں جائے بھائی طفیل کے غلام تھے۔ وہ اسلام لائے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت ابوبکرؓ کے گلۂ گوسفند کی چرواہی کیا کرتے تھے۔ یہ ابن سعد کی روایت ہے، جو بلاذری نے اسی سند سے نقل کی ہے۔(۲)

تبلیغ نبوی کے دو دور

امام واقدی کی اپنی سند سے حضرت عائشہؓ کی ایک روایت بلاذری نے یہ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خاموشی سے چار سال تک دعوت دی پھر دعوت کا اعلان کر دیا:

دعا رسول اللہ ﷺ سرا اربع سنین ثم اعلن الدعاء

عام روایات صرف تین برسوں کی خفیہ دعوت کا زمانہ بتاتی ہیں۔

علانیہ تبلیغ نبوی: بنو عبد المطلب کو دعوت

مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی دو احادیث ۲۴۵۲۳، ۲۵۰۰۸ کا متفقہ بیان ہے کہ جب آیت کریمہ: **وانذر عشیرتك الاقربين** (۳) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا: ''اے فاطمہ بنت محمد، اے صفیہ بن عبد المطلب، اے بنو عبد المطلب، میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے کسی شے کا مالک نہیں ہوں مگر میرے مال میں سے جو

۱۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۸۲۔ بخاری۔ فتح الباری: ج ۷، ص ۲۸۷۔ ۲۹۷۔ حیات طیبہ: ص ۶۷ او مابعد

۲۔ ابن سعد: ج ۳، ص ۲۳۰۔ بلاذری: ج ۱۰، ص ۴۳۶ وغیرہ

۳۔ الشعراء: ۲۱۴

چاہو مجھ سے مانگ لو‘‘۔ یہی حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مسند احمد: ۸۳۸۵، ۹۵۰۱ میں مروی ہے اور اس میں بنو عبدالمطلب کی جگہ بنو عبد مناف ہے۔ روایات سیرت میں سے متعدد میں موخر الذکر کی تصریح ہے۔(۱)

دعوت وارشاد میں ایذائے نبوی

تبلیغ اسلام اور دعوت دین میں صحابہ کرام اور ان کے عظیم ترین ومحبوب ترین رسول اکرم ﷺ کو اکابر وخواص قریش کے ہاتھوں طرح طرح کی تکالیف وایذا وتعذیب کا سامنا کرنا پڑا۔ قدیم سیرت نگاروں اور محدثین عظام نے اپنی اپنی تالیفات میں اس کے مختلف ابواب باندھے ہیں۔ ان میں مختلف صحابۂ کرام اور ان کے تلامذہ اور رواۃ کے حوالے سے کافی روایات نقل کی ہیں۔ ان میں بعض روایات ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہیں جیسے:

واقدی کی اپنی سند سے روایتِ حضرت عائشہ صدیقہؓ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے دو شریر پڑوسیوں۔ ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط کے درمیان رہتا تھا۔ وہ دونوں گندگی لاتے اور میرے دروازے پر ڈال دیتے اور پھر وہ تکلیف دہ چیزیں لاکر میرے دروازے پر ڈھیر کرنے لگے۔ آپ ان کو چھینک آتے اور فرماتے: اے بنو عبد مناف، یہ کیسا پڑوس ہے:

یابنی عبد مناف ای جوار هذا؟ ثم یمیطه عن بابه (۲)

بلاذری نے اسی سند سے اور انھیں الفاظ میں یہ روایت حضرت عائشہؓ نقل کی ہے اور وہ ان کے باب معاندین رسول ﷺ کی فصل امر ابی لہب بن عبدالمطلب میں ہے۔ محقق مرعشلی کے مطابق وہ ابن سعد کی روایتِ ام المؤمنین ہے۔(۳)

۱۔ حیات طیبہ: ص ۷۶۔۷۷

۲۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۹۷

۳۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۹۷۔ بلاذری: ج ۱، ص ۳۱۰۔۳۱۱

عام تعذیب نبوی و مسلمین

ایک روایت بخاری یوں مذکور ہے کہ دو تابعی حضرات عطاء بن ابی رباح اور عبید بن عمیر لیثی نے حضرت عائشہؓ کی زیارت کی اور ان سے ہجرت کے بارے میں پوچھا۔ ام المومنین نے فرمایا:

> آج تو ہجرت باقی نہیں رہی۔ اس زمانے میں ایمان والے اپنے دین کی حفاظت کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتے تھے۔ مبادا وہ فتنہ و ابتلا میں ڈال دیے جائیں۔(۱)

اور دوسری حدیث بخاری کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ حضرت سعدؓ نے ام المومنین سے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں اور آپ کی خاطر میں ان لوگوں سے جہاد کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے آپ کے رسول کو جھٹلایا اور جلاوطن کیا۔ اے اللہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ برپا کردی۔ حضرت یزید بن ابانؓ نے یہ اضافہ کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

> اس قوم سے جس نے تیرے نبی کی تکذیب کی اور قریش سے ان کو نکال دیا۔(۲)

حافظ ابن حجر کے مطابق یہ حدیث غزوہ بنی قریظہ کے معاملات سے متعلق ہے اور اس سے حضرت سعد بن معاذؓ مراد ہیں۔

اگلی حدیث بخاری میں مسلمانوں کی ابتلائے عام اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ارادے اور سفر ہجرت حبشہ کے ذکر میں ہے، جس کا ذکر اسلام خاندان صدیقی کے مبحث میں آ گیا ہے۔(۳)

مردوزن سے بیعت نبوی

صحابہ کرام اور صحابیات طاہرات دونوں سے بیعت لینے کا معمول و دستور نبوی مکی دور

۱۔ بخاری: حدیث ۳۹۰۰

۲۔ بخاری: حدیث ۳۹۰۱

۳۔ بخاری: حدیث ۳۹۰۵

سے شروع ہوا اور ابتدائے رسالت سے ہی جاری ہوا۔ کتب حدیث و سیرت میں ابن اسحاق/ ابن ہشام، واقدی، ابن سعد اور مسند احمد و بخاری وغیرہ میں ان سے متعلق احادیث و تذکرے منتشر حالت میں ملتے ہیں۔ مکی دور کی بیعت نبوی کے واقعات سیرت پر نسبتاً روایات کم ہیں لیکن ابن سعد کی طبقات میں بالخصوص کتاب النساء میں اس کے حوالے بہت آتے ہیں۔

مکی دور کے بعد ہجرت مدینہ کے متصلاً بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی صحابہ کرام اور مدنی/ انصاری خواتین سے بیعت کا اپنا معمول جاری فرمایا۔ مسند احمد کی احادیث اور دوسری احادیث کتب وغیرہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے ہجرت کے بعد مردوں سے بہ راہ راست اپنے دست مبارک پر بیعت لی اور خواتین انصار کو اپنے گھر میں جمع کرنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بیعت لیتے تھے تو ان کے ہاتھوں سے اپنا دست مبارک مس نہیں کرتے تھے۔ اور یہی طریقہ حزم و احتیاط حضرت عمرؓ نے بھی اپنایا تھا۔ اس باب میں تمام کتب سیرت و حدیث مدنی دور کے وسط میں نازل ہونے والی سورہ ممتحنہ کی آیات کریمہ: ۱۲ کا ذکر کر کے شرائط بیعت نساء کا ذکر کرتے ہیں اور ان میں سے بھی بعض روایات و احادیث حضرت عائشہ وغیرہ سے مروی ہیں۔ مسند احمد کی روایات و احادیث بیعت میں احادیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔ ان کے علاوہ دوسری خاتون صحابیات کی احادیث مسند ہیں جن میں شامل ہیں: حضرت ام عطیہؓ انصاریہ، حضرت امیمہؓ بنت رقیقہ، سلمٰیؓ بنت قیس وغیرہ۔(۱)

اس کا شاہد یہ ہے کہ بیعت عقبہ ثانیہ میں مکی دور کے اواخر میں آپ نے مردوں کے ساتھ دو عورتوں سے بھی بیعت لی تھی اور انھیں شرائط پر جن کی وجہ سے اسے بیعت نسا کہا گیا، حال آں کہ وہ اصلاً مردوں سے بیعت نبوی تھی اور عورتیں ان کی شریک تھیں۔ سورہ ممتحنہ کی آیات کریمہ کی وجہ سے اسے مدنی معاملہ قرار دیا گیا۔ ابن سعد نے کتاب النسا کی ایک دوسری خاص فصل میں قریش و انصار کی بیعت کرنے والی خواتین میں مکی دور کی خواتین کے اسماء شامل کیے ہیں، جن میں اولین حضرت خدیجہؓ ہیں، اور وہ خالص مکی ہیں۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ہاشمیؓ کے بارے میں ابن سعد کی صراحت ہے:

۱۔ ابن اسحاق: ج ۲، ص ۲۰۵۔ تفسیر ابن کثیر سورہ مزمل وغیرہ

اسلمت صفية وبايعث رسول الله صلى الله عليه وسلم وهاجرت الى المدينة الخ (۱)

ہجرت حبشہ

امام بخاری نے باب ہجرۃ الحبشہ کے ترجمۃ الباب میں حضرت عائشہؓ کی حدیث نقل کی ہے:

وقالت عائشة، قال النبی ﷺ: اريت دارهجرتكم ذات نخل بين لابتين، فهاجرمن هاجر قبل المدينة، ورجع من كان هاجربارض الحبشه الى المدينة فيه عن ابی موسىٰ واسماء عن النبی ﷺ (۲)

اس میں دار ہجرہ کے رویا صادقہ میں دکھانے کا ذکر ہے جو ارض مدینہ سے متعلق ہے مگر اس میں ہجرت حبشہ کا بھی حوالہ ہے، اور ترجمۃ الباب وعنوان دونوں بہت اہم ہیں۔ اگلی حدیث بخاری اگرچہ دوسرے صحابہ کرام سے مروی ہے مگر اس میں حضرت عثمانؓ کی ہجرت حبشہ کا ذکر ہے۔(۳)

مسند میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ کی روایت طویل اور مفصل ہے اور تمام روایات ہجرت حبشہ میں سب سے زیادہ معتبر ہے مگر اس وقت تک حضرت ام سلمہؓ نکاح نبوی سے مشرف نہ ہوئی تھیں اور اپنے شوہر اول حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومیؓ کی زوجہ مطہرہ تھیں اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کو گئی تھیں۔ وہاں ان کا قیام مختصر رہا اور اس دوران ان کے

۱۔ حیات طیبہ؛ ص ۲۰۶۔ ۲۰۸۔ دو عورتیں تھیں، ام عمارہ، نسیبہ بنت حازلی اور ام منیع اسماء سلمی۔ نیز ابن سعد کی کتاب النساء کے اوراق۔ ابن اسحاق۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۲۔ اسے بیعۃ النساء کہا ہے جب کہ اس میں ایک بھی عورت شامل نہ تھی۔ نیز ج ۲، ص ۵۷۔ ۵۸ جو بیعت الحرب کہلائی؛ مسند کی احادیث کے لیے حیات طیبہ: ص ۱۰۰۔ ۱۶۵۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۲۴۳۔ ۲۴۸ومابعد؛ خاص فصل: ذکر مابایع علیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم النساء' بالخصوص: ج ۸، ص ۲۶۳ ومابعد

۲۔ امام بخاری۔ الصحیح: باب ھجرۃ الحبشہ

۳۔ بخاری: حدیث ۳۸۷۲

ہاں ایک لڑکی کی ولادت بھی ہوئی۔ انھوں نے اپنے قیام حبشہ کے واقعات وحالات اور تمام مسلم وحبشی روابط کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے۔ ان کی روایات ہجرت حبشہ یا احادیث مسند میں مختلف اوقات کے واقعات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ حبشہ میں امن وامان وحفاظت کے ساتھ مسلمان مہاجرین نے سکونت اختیار کی اور نجاشیؓ کی عادلانہ حکومت میں اپنے دین پر آزادی سے عمل درآمد کیا۔

۲۔ قریشی اکابر نے مہاجرین حبشہ کو واپس مکہ لانے کے لیے دو سفرا جہاں دیدہ عبداللہ بن ربیعہ مخزومی اور عمرو بن العاص سہمی کو دربار نجاشی میں بھیجا۔

۳۔ شاہ نجاشی اور ان کے درباریوں کو قیمتی تحائف ونذرانے دیے اور سفارتی ہوشیاری سے مسلم موقف سنے بغیر ان کی واپسی پر اصرار کیا۔ مگر نجاشی نے فریق ثانی کا موقف بھی سنا۔

۴۔ نجاشی نے مہاجرین اسلامی سے قریشی سفارت کاروں کے الزامات کے بارے میں بات کی اور ان کے دین ومذہب اور رسول اکرم ﷺ کے پیغام کے بارے میں تحقیق کی۔

۵۔ مہاجرین حبشہ نے باہمی مشاورت میں طے شدہ موقف کے مطابق شاہ نجاشی کے سامنے اسلامی پیغام حق رکھا اور حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے اپنا عظیم خطبہ دیا۔

۶۔ شاہ نجاشی نے اسلامی تعلیمات نبوی کے بعد قرآنی آیات سورہ مریم کی سنیں اور اعتراف برملا کیا کہ کلام موسیٰ اور کلام محمد دونوں ایک ہی مشکات نور سے نکلے ہیں۔

۷۔ شاہ حبشہ نہ صرف اسلامی تعلیمات اور قرآنی آیات سن کر متاثر ہوئے، بل کہ مہاجرین کو ملک سے نکالنے کی درخواست سفرائے مکی مسترد کردی۔

۸۔ حضرت عمرو بن العاص سہمی نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اسلامی فکر وعقیدے کا سوال دوسرے دن دربار میں اٹھایا اور صحیح اسلامی موقف سن کر شاہ نجاشی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

۹۔ تمام اصرار اور الحاحِ وفد مکی اور شور وشغبِ درباری کے باوجود شاہ نجاشی نے مہاجرین مکہ کی حفاظت وسکونت کی ضمانت دی اور مکی وفد کو ناکام لوٹا دیا۔

۱۰۔ مہاجرین مکہ نے عزم وایمان اور صحت وسلامتی کے ساتھ سکونت حبشہ جاری رکھی اور حکومت وقت کے ساتھ تعاون کیا اور نجاشی کے خلاف ایک بغاوت میں ان کا ساتھ دیا۔ بعد کے واقعات بالخصوص شاہ نجاشی کے خلاف بغاوت وغیرہ کے معاملات کو مسند احمد میں اور

دوسری کتب میں بھی حضرت ابن مسعودؓ کی احادیث کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ام سلمہؓ کے احادیث مسند: ۲۱۹۹۲ وغیرہ ان تمام واقعات اور خود راویہ صادقہ کے قائدانہ کردار اور مشیرانہ صلاحیت کی بہت ہی عکاس ہیں۔ امام سیرت ابن اسحاق نے اپنے شیخ امام زہری کی سند و روایت سے ''حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کی کامل و مفصل روایت ہجرت حبشہ بیان کی ہے اور اس کے بعد حضرت نجاشی کی حبشہ کی بادشاہت (تملک النجاشی علی الحبشہ) کا قصہ/ واقعہ امام ابن اسحاق کے معاصر شیخ حضرت امام زہری سے حضرت ام سلمہؓ نے تفصیل سے بیان کر کے ملکی حالات و واقعات کا ایک تجزیہ پیش کیا ہے۔ ان دونوں روایاتِ حضرت ام سلمہؓ میں ان کو زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا ہے جب کہ وہ اس وقت اس منزلت پر فائز نہ تھیں۔

وفاتِ حضرت نجاشیؓ

مصادر حدیث وسیرت میں حضرت نجاشیؓ کے قبول اسلام، اعتراف حق، اعانت مسلمین ومہاجرین وغیرہ اور وفات پر نماز نبوی کی متعدد روایات مختلف رواۃ کے علاوہ بعض خواتین اسلام اور امہات المؤمنین سے بھی مروی ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت نجاشیؓ کی وفات کے بعد ان کے قبر مبارک پر نور کی بارش ہونے کے بارے میں امام ابن اسحاق نے حضرت عائشہؓ سے اپنی سند متصل سے نقل کی ہے:

قالت، لما مات النجاشی، کان یتحدث انہ لایزال یریٰ علی قبرہ نور

جدید ناقد حدیث علامہ البانی نے اپنی صحیح السیرۃ میں یہ قول حمدی اس کی اسناد کو حسن قرار دیا ہے۔

ہجرت حبشہ اور مہاجرین حبشہ کے متعلق بخاری کے باب ہجرۃ الحبشہ میں حضرت عائشہؓ کی ایک اور حدیث دو ازواج مطہرات حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان اموی اور حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ مخزومیؓ کے قیام حبشہ کے دوران ان کے مشاہدات ومعلومات کا ذکر کرتی ہے کہ ان دونوں خواتین اسلام نے خود اپنے قیام حبشہ کے زمانے میں ایک کنیسہ (گرجا گھر) دیکھا تھا جس میں تصاویر تھیں اور اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا: ان

لوگوں میں سے جب کسی نیک شخص کی وفات ہوجاتی ہے تو وہ لوگ ان کی قبر پر ایک سجدہ گاہ (مسجد) بنالیتے اور اس میں وہ تصاویر بنادیتے۔ وہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین لوگ ہوں گے(۱)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ارادۂ ہجرت حبشہ

حضرت ام المؤمنین عائشہؓ کی حدیث بخاری: ۳۹۰۵ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہجرت حبشہ کا واقعہ اماماں سیرت ابن اسحاق/ ابن ہشام اور امام حدیث بخاری وغیرہ نے اس واقعے کی ایک ایک روایت اپنی اپنی اسناد سے حضرت عائشہ صدیقہ سے نقل کی ہے۔ اس کے خاص نکات یہ ہیں:

۱۔ مسلمانوں کی عام تعذیب اکابر کے اثرات حضرت ابوبکرؓ پر بھی پڑے اور ہجرت حبشہ کے ارادے سے نکلے اور برک الغماد نامی مقام تک پہنچے۔

۲۔ وہاں سید القارۃ (قارہ نامی قبیلہ کے سردار) ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی اور اس نے حضرت ابوبکرؓ کو امان دی اور ان کے مناقب و اوصاف بیان کیے اور انھیں مکے واپس لایا۔

۳۔ اشراف قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو قبول کرلیا اور شرط لگادی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں، نماز پڑھیں اور جو چاہیں تلاوت کریں۔

۴۔ حضرت ابوبکرؓ نے کچھ دنوں کے بعد اپنے دار (گھر) کے بیرونی احاطہ میں مسجد بنالی اور وہاں نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے تو مشرکین کی عورتیں بچے اور بڑے جمع ہوکر سنتے۔

۵۔ اشراف قریش نے ابن الدغنہ کو بلاکر شرط امان توڑنے کا ذکر کیا۔ ابن الدغنہ نے اس کے ماننے پر اصرار کیا مگر حضرت ابوبکرؓ نے انکار کردیا اور ابن الدغنہ کی امان واپس کردی۔

۶۔ اسی دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دار ہجرۃ کا رؤیا صادقہ دیکھا اور مہاجرین حبشہ کے علاوہ دوسرے صحابہ مکہ بھی مدینے جانے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی ارادہ کیا مگر

۱۔ حدیث: ۳۸۷۳

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو روک لیا۔ دونوں اماماں حدیث وسیرت کی روایات میں کافی مماثلت ہے۔ صرف بعض نکات وامور کا یا الفاظ وتعبیرات کا فرق ہے۔ علامہ البانی نے امام سیرت کی اسناد کو جید بتایا ہے۔(۱)

حضرت سودہ بنت زمعہ عامری کی شادی

حضرت سودہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی کی بیشتر روایات دوسرے صحابہ کرام یا رواۃ سے مروی ہیں لیکن بعض ازواج مطہرات سے بھی ہیں۔ ان میں ابن سعد نے حضرت عائشہؓ کی سند وروایت سے بعض روایات مختلف اسانید سے نقل کی ہیں اور ان سب میں ان کے بوڑھی ہونے اور اپنی باری حضرت عائشہؓ کو ہبہ کرنے کے بارے میں ہیں۔ ان میں حضرت عروہ بن زبیر کی روایت عائشہؓ اسی حوالے سے اور آیت کریمہ **وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا** (۲) کے تناظر میں آتی ہے۔ اور بعد کی روایات دیگر صحابۂ کرام اس مرکزی مضمون کے اردگرد گھومتی ہیں اور کئی عدد ہیں۔

صحیح مسلم، کتاب النکاح میں ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت عائشہ سے نکاح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے نکاح کیا اور نکاح کے وقت حضرت سودہؓ کافی عمر رسیدہ ہوچکی تھیں۔ باری ہبہ کرنے کی حدیث صحیحین میں ہے اور اس میں جو حضرت عائشہؓ کا بیان ہی ہے:

ان سودة بنت زمعة وهبت يومها وليلتها لعائشة زوج النبی ﷺ تبتغی بذلک رضا رسول الله ﷺ

ابن سعد نے روایت واقدی ان کی سند سے حضرت عروہ کے واسطے سے حضرت عائشہؓ سے ان ہی الفاظ میں باری ہبہ کرنے کے بارے میں بیان کی ہے:

ان سودة وهبت يومها وليلتها تبتغی بذلک رضا رسول الله ﷺ

اس سے قبل اس میں سفر کے لیے قرعہ فال اور ازواج کی باریوں کے معمول نبوی کا بھی

۱۔ ابن اسحاق: ج ۲، ص ۲۰۵۔ تفسیر ابن کثیر سورہ مزمل وغیرہ

۲۔ النسا: ۱۲۸

ذکر ہے۔(۱) باری ہبہ کرنے کا واقعہ مدنی دور کا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح میں البتہ ان کے نکاح اور رخصتی، ہجرت اور شادی کے وقت کی روایت مسلم سے حضرت عائشہؓ کی زبانی نقل کی ہے:

وکان تزوجها وهوبمكة بعدموت خديجة و دخل عليها بهاو هاجرت معه

اگلی حدیث مسلم عروہ کی روایت سے ہے جس میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرے بعد وہ پہلی عورت تھیں جن سے آپ نے شادی کی تھی:

وكانت اول امرأة تزوجها بعدی (۲)

حضرت عائشہؓ صدیقہ سے شادی

ایک حدیث بخاری حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا کہ رؤیا صادقہ (منام) میں تم مجھ کو دوبار دکھائی گئیں، مجھے دکھایا گیا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور نادی نے کہا: یہ آپ کی عورت (امرأتک) ہے۔ اس کو کھولو، اور پھر تم تھیں، اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کرے گا۔ (۳)

اگلی حدیث بخاری حضرت عروہ سے مرسلاً مروی ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی ہجرت مدینہ سے تین سال قبل وفات ہوگئی، آپ دو سال یا اس کے قریب کی مدت تک ٹھہرے رہے اور پھر عائشہؓ سے نکاح کیا اور وہ اس وقت چھ برس کی تھیں اور جب ان سے ''بنا'' کیا تو وہ نو سال کی تھیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس باب میں شرح مختصر کر کے کامل شرح کرنے کا وعدہ

۱۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۳۳۱

۲۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۳۳۱ ومابعد۔ مسلم۔ کتاب النکاح، باب الصداق۔ حیات طیبہ: ص ۱۱۳۔ ۱۱۵۔ مفصل حدیث حضرت عائشہؓ: ۲۵۲۴۱ جو دونوں ازواج مکی کی شادیوں کی تفصیل رکھتی ہے۔ اس حدیثِ حضرت عائشہ میں حضرت سودہؓ کے والد زمعہ اور بھائی عبداللہ بن زمعہ کے بارے میں قیمتی معلومات ہیں اور حضرت خولہ بنت حکیم کی نسبت لگانے کی سماجی روایت کا ذکر بھی ہے۔

۳۔ ابن اسحاق: ج ۲، ص ۲۰۵۔ تفسیر ابن کثیر سورہ مزمل وغیرہ

کتاب النکاح میں کیا ہے۔ مؤخر الذکر میں اس طرح متعدد روایات نکاح ورخصتی ان کی عمر کے حوالے سے ہیں۔ مسلم میں کتاب النکاح کے باب الصداق میں حضرت عائشہؓ کے نکاح کے بارے میں دوتین معلومات ہیں: آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغام نکاح دیا۔ یہ دوسری روایات واحادیث ابن سعداورواقدی وغیرہ میں بھی ہیں۔ دوسری نئی خبران کے مہر کی رقم کے بارے میں ہے کہ وہ پانچ سو درہم مقرر ہوا۔ بالعموم تمام ازواج مطہرات کی رقم اتنی ہی بتائی جاتی ہے مگر بعض میں چارسودرہم بھی ہے۔(۱)

بلاذری میں متعدد احادیث حضرت عائشہ کی اپنی شادی، ہجرت اور رخصتی وغیرہ کے بارے میں ہیں۔ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

> چھ سال کی عمر میں نکاح ہوا، جب میں سہیلیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلتی تھی اور مجھے اس کا شعور بھی نہ ہوا تا آں کہ میری ماں نے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگادی تب مجھے اپنی شادی کا احساس ہوا۔ میں نے ماں سے شروع میں کچھ نہ پوچھا اور ماں ہی نے اس کی پہلے خبر دی۔

کئی احادیث میں ان سے شادی کے رؤیا صادقہ کا ذکر ہے۔ حضرت عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان کو جھولے میں دیکھا تو نکاح کا پیغام دیا اور بعد میں آپ نے جھولے کٹوادیے لیکن یہ صحیح روایت نہیں ہے۔

مسند احمد میں کئی احادیث حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہیں جن میں ان کی شادی، شادی سے قبل ان سے عقد کے بارے میں دوبار رؤیے صادقہ، شادی اور رخصتی اور بیوگی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر اور رخصتی کی رسوم وتقریبات کا ذکر ہے۔(۲) شادی کے وقت عمر چھ سال، رخصتی کے وقت نو سال، بیوگی کے وقت اٹھارہ سال کا ذکر ہے اور یہ تصریح بھی ہے کہ وفات حضرت خدیجہؓ کے بعد مکے میں عقد فرمایا اور مدینے میں رخصتی ہوئی۔ نکاح سے قبل دوبار خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہ طور زوجہ مطہرہ دکھایا گیا۔ ماہ شوال میں عقد اور اسی ماہ

۱۔ ابن اسحاق: ج ۲، ص ۲۰۵۔ تفسیر ابن کثیر سورہ مزمل وغیرہ

۲۔ ابن اسحاق: ج ۲، ص ۲۰۵۔ تفسیر ابن کثیر سورہ مزمل وغیرہ

میں رخصتی کا بہ طور خاص اس لیے ذکر کیا کہ عرب/مکی سماج میں شادی کے لیے شوال کا مہینہ بابرکت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اسی وجہ سے فخر کرتی تھیں کہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب اور کون دولہن ہوگی۔ متعدد کتب حدیث وسیرت میں ان واقعات کا ذکر متعدد روایات واحادیث میں آیا ہے جن میں سے بعض کا اوپر کا ذکر آچکا۔

متعدد احادیث بخاری میں حضرت عائشہ کی شادی کی ان کی عمروں کے حساب سے تفصیلات ہیں۔(۱) اور ان میں سے بعض میں رسوم کا بھی ذکر ہے۔ واقدی کی روایت حضرت عائشہؓ میں مزید صراحت ہے کہ اس نبوی سن میں ہجرت سے تین سال قبل مجھ سے شادی کی، جب میں چھ سال کی تھی اور ۱۲/ ربیع الاول دوشنبہ کی ہجرت مدینہ کے آٹھ ماہ بعد مجھ سے نو سال کی عمر میں تعلق زن وشو قائم فرمایا۔ ایسی دو ایک روایات کے علاوہ شوال میں شادی پر فخر کرنے کی روایات بھی ہیں۔(۲)

نبوی سفر طائف

دو احادیث مزید بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سند عالیہ سے مروی ہیں۔ فرماتی ہیں:

> میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا یوم احد/غزوہ احد سے بھی زیادہ سخت دن آپ پر کبھی گزرا ہے؟ فرمایا: تمہاری قوم نے جو سلوک مجھ سے کیا وہ تو کیا لیکن اس سے زیادہ یوم العقبہ کا مرحلہ سخت ترین تھا جب میں نے ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے اپنی حمایت کا مطالبہ پیش کیا تو اس نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا۔ میں انتہائی ملول و ناشاد رخصت ہوا اور میرے دل و چہرے پر غم و اندوہ کے سائے تھے اور خود فراموشی کے عالم میں چلا جا رہا تھا اور جب قرن الثعالب نامی مقام پر پہنچا تو کچھ ہوش سا آیا اور میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو ایک

۱۔ بخاری: حدیث ۵۱۳۳، ۵۱۳۴، ۵۱۵۶، ۵۱۵۸

۲۔ بخاری۔ فتح الباری: ج ۷، ص ۲۷۹ و مابعد۔ کتاب النکاح: ج ۹، ص ۲۳۸ و مابعد۔ بلاذری: ج ۲، ص ۱۰۲۸۔۱۰۳۱۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۷۱۔۳۔ ۲۷۳۔۲۔ حیات طیبہ: ص ۱۱۳۔۱۱۵۔ مسلم۔ کتاب النکاح؛ باب الصداق، ان میں مزید تصریح ہے کہ وہ واحد کنواری خاتون تھیں جن سے آپ نے نکاح کیا۔

بادل کے ٹکڑے کو اپنے آپ پر سایہ فگن دیکھا۔ میں نے اس میں جبریلؑ کو دیکھا۔ انھوں نے مجھے پکار کر کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ سے آپ کی قوم کی بات سنی اور ان کا ردعمل دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الجبال (پہاڑوں پر مامور فرشتہ) کو خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ جو حکم کریں وہ اس کی تعمیل کریں گے۔ آپ فرمائیں تو میں (ملک الجبال) ان دونوں پہاڑوں کو ان کے اوپر طباق کی طرح ڈھانپ دوں، لیکن آپ نے فرمایا میں یہ نہیں چاہتا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں اللہ کی عبادت کرنے والے پیدا کرے گا جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔(۱)

حدیثِ اسرا ٔومعراج

امام سیرت ابن اسحاق نے اپنے ذکر اسرا ٔومعراج کے شروع میں اپنے رواۃ وشیوخ/ مآخذ کا ذکر ایک ساتھ کر دیا ہے۔ ان میں شامل ہیں: عبداللہ بن مسعود، ابوسعید خدری، عائشہ، زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، معاویہ ابن ابی سفیان، حسن بن ابی الحسن البصری، ابن شہاب زہری، قتادہ، ام ہانی بنت ابی طالب وغیرہ اہل علم رضی اللہ عنہم۔ امام واقدی کے شاگرد امام ابن سعد نے ذکر لیلۃ الاسرائی الخ کے شروع میں حسب دستور واقعہ اسرا کے بارے میں اپنے تمام رواۃ کا ایک مجموعہ اسانید دیا ہے۔ امام ابن اسحاق نے مذکورہ بالا رواۃ کی مجموعی روایت کے علاوہ ہر ایک کی الگ الگ روایت بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے، اور غالباً اس وجہ سے اس میں نیا بیانیہ ملتا ہے۔ ابن سعد میں دو روایات/ احادیث دو ازواج مطہرات حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ کی سندوں سے بھی ملتی ہیں۔ ان دونوں کی سندیں حسب ذیل ہیں:

اول: امام واقدی کی روایت ان کی سند سے حضرت ام سلمہؓ سے ہے:

حدثنی اسامۃ بن زید اللیثی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال:

وحدثنی موسیٰ بن یعقوب الزمعی عن ابیہ عن جدہ عن ام سلمۃ

۱۔ بخاری۔ فتح الباری: ج۶، ص۳۷۶۔ ومابعد۔ مسلم۔ کتاب الجہاد، باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین۔ احادیث بخاری: ۳۲۳۱، ۷۳۸۹

اسی کے بعد موسیٰ کے حوالے سے دوسری روایت کی سند ہے:

وحدثنی ابو الاسود عن عروۃ عن عائشۃ

پھر ان کا اور ان کے امام وغیرہ اہل سیر کا اور بسا اوقات محدثین کرام کا ''بیت السند'' ہے: ان میں سے بعض کی حدیث میں داخل ہیں۔

ان کے مجموعۂ روایات کے اہم جہات اسرا ہیں۔ مثلاً ہجرت سے ایک سال قبل ۱۷ ربیع الاول کو رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب سے بیت المقدس لے جائے گئے، پھر زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں واقعہ اسراء کے اہم مضامین ہیں جیسے براق پر سفر نبوی اور براق کی توصیف اور سراپا وغیرہ، بیت المقدس تک سفر نبوی، مسجد میں انبیائے کرام کا مجمع نور اور ان میں سے حضرات ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کے اسماء وشمائل کا ذکر، امامت انبیاء بہ حکم و بہ تقدیم جبریلؑ اور نماز کی ادائیگی وغیرہ، اس رات گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی پر بنو عبدالمطلب کی حیرانی پریشانی اور تلاش نبوی، ذوطویٰ سے حضرت عباس کی ندا، یا محمد پر آپ کا جواب، بیت المقدس سے آپ کی واپسی، ام ہانی کا اصرار کہ اسرا ان کے گھر سے شروع ہوئی اور ان کی روایت اسرا۔ حضرت جبریلؑ سے فرمان رسول کہ قوم تصدیق نہ کرے گی، حضرت ابوبکر کی تصدیق کی بنا پر الصدیق لقب اور مشرکین کے سامنے کشف کی بنا پر بیت المقدس کی عمارت وغیرہ کی تفصیل۔

اِن روایات کا مجموعہ سورت اسرا: وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ...الخ (۱) پر ختم ہوتا ہے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حدیث بخاری حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

ہی رویا عین اریہا رسول اللہ ﷺ لیلۃ اسری بہ (۲)

وہ عین کا مشاہدہ تھا، محض خواب نہ تھا۔

ان معلومات وروایات میں روایات امہات المومنین کی تشخیص وتعیین خاصی مشکل ہے کہ بالعموم کتب سیرت و حدیث میں ان کی مذکورہ روایات نہیں ملتیں۔ البتہ امام ابن اسحاق کی

۱۔ الاسرا: ۶۰

۲۔ بخاری: حدیث ۴۷۱۶

روایت حضرت عائشہؓ میں ان کا موقف وخیال نقل کیا گیا ہے جو اسرا ومعراج کی نوعیت، جسمانی، روحانی سے بحث کرتا ہے۔ حضرت ام المومنین عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک نہیں کھویا گیا، بل کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کے ساتھ آپ کو اسرا کرایا تھا:

أن عائشة زوج النبی ﷺ کانت تقول: مافقد جسد رسول الله ﷺ ولکن الله اسریٰ بروحه

اسی کے بعد حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کا خیال نقل کیا ہے کہ وہ رؤیا صادقہ تھا۔ لیکن محققین نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا اصل قول وموقف یہ نقل کیا ہے کہ وہ بیداری میں اپنے جسم کے ساتھ اسرا ومعراج کی قائل تھیں اور اس کا ذکر بالعموم نہیں کیا جاتا۔ ابن سعد میں اسرا کا جو متن دیا گیا ہے اس میں ہے کہ براق (ایک سفید جانور) پر آپ کے سفر کا آغاز ہوا تھا اور براق کی صفات اور مکی و بیت المقدس کے درمیان کی مسافت اور حضرت جبریل علیہ السلام کی مستقل معیت نبوی اور بیت المقدس تک پہنچنے کے واقعے کے بعد نماز میں امامت انبیائے کرام واضح بتاتا ہے کہ اس متن میں دونوں ازواج مطہرات کا بیان بھی شامل ہے اور وہ بالعموم ان میں سے کسی سے نقل نہیں کیا جاتا۔

حضرت ام سلمہؓ کا رواۃ حدیث اسرا میں شمول اور متن میں ان کی حدیث کا حصہ سب سے اہم اور نیا حصہ ہے جو دوسرے بیانات صحابہ کے مشابہ ہے۔ اس لیے یہ یقینی ہے کہ ازواج مطہرات اس پورے واقعے اور اس کی تفصیلات سے نہ صرف آگاہ تھیں بل کہ ان کی راویات بھی تھیں۔ (۱)

احادیث بخاری از حضرت عائشہؓ

امام بخاری نے مختلف کتب اور ان کے ابواب میں حضرت عائشہؓ کی جو احادیث نقل کی

۱۔ ابن اسحاق: ج ۲، ص ۲۹۔ ۳۱۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۱۰۳۔ بخاری۔ فتح الباری: ج ۷، ص ۵۰۷۔ ۵۰۸ ومابعد۔ سہیلی: ج ۲، ص ۱۸۷ ومابعد نے صرف شرح مشکل کی ہے اور بحث صرف اس نکتے پر کہ وہ بیداری کا واقعہ تھا یا خواب کا معاملہ اور حضرت عائشہؓ ومعاویہؓ کا مشہور قول رؤیا بیان کیا ہے، دوسرے مباحث بھی ہیں لیکن ان کا تعلق حضرت عائشہؓ کے حوالے سے نہیں ہے۔ بلاذری: ج ۱، ص ۶۰۳ میں واقدی کا نقد نقل کیا گیا ہے کہ شعب ابی طالب سے اسرا کے سفر کا آغاز ''غیر ثابت'' ہے، صحیح مقام حجر کعبہ ہے۔

ہیں ان سب کا مقصود یہ بتانا ہے کہ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا تھا اور صرف حضرت جبریلؑ کی رؤیت ہوئی تھی اور جو شخص یہ کہے کہ آپ نے اپنے رب کا دیدار کیا تھا وہ جھوٹا ہے اور آیات قرانی سے اپنے مؤقف وفکر و بیان پر استشہاد کیا تھا۔ ان کی احادیث واسراو معراج یہ ہیں:

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: من زعم ان محمداً رأی ربه فقد اعظم، ولكن رای جبریل فی صورته وخلقه، سادامابین الافق (۱)

عن مسروق قال: قلت لعائشة، فاین قوله: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝۹ (۲) قالت ذاک جبریل یاتیه فی صورة الرجل، وانما اتی هذه المرة فی صورته التی هی صورته فسدالافق۔ (۳)

عن مسروق قلت لعائشة رضی اللہ عنہا: یاامتاه هل رای محمد ﷺ ربه؟ فقالت: لقد قف شعری ماقلت، این انت من ثلاث من حدثکهن فقد كذب، من حدثک ان محمدا رأیٰ ربه فقد كذب ثم قرأت، لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ... الخ (۴) وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا ... الخ (۵) ومن حدثک انه لعلم مافی غد فقد كذب، ثم قرأت: وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَداً (۶) ومن حدثک انه کتم فقد

۱۔ کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدکم آمین۔۔۔الخ۔ حدیث بخاری: ۳۲۳۴۔ اس کے اطراف ہیں: ۳۲۳۵، ۴۶۱۲، ۴۸۵۵، ۷۳۸۰، ۷۵۳۱۔

۲۔ النجم: ۸۔۹

۳۔ بخاری: حدیث ۳۲۳۵

۴۔ الانعام: ۱۰۳

۵۔ الشوریٰ: ۵۱

۶۔ لقمان: ۳۴

کذب، ثم قرأت: يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (۱)
ولکن رای جبریل علیه السلام فی صورته مرتین۔ (۲)

مسلم میں حضرت مسروق نے حضرت عائشہؓ کی حدیث تفصیل سے نقل کی ہے اور اس میں بھی ام المؤمنین نے رؤیت باری کا انکار کیا اور سورہ نجم کی آیات کی تفسیر و مراد یہ بتائی کہ وہ جبریلؑ تھے جن کو آپ نے دو بار ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا۔ (۳) امام ابن مردویہ سے حضرت عائشہؓ کی حدیث منقول ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا تھا کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا تو آپ نے تردید کی اور فرمایا میں نے حضرت جبریلؑ کو آسمان سے اترتے دیکھا تھا۔ مباحث تفسیری و حدیثی کے لیے شرح حافظ ابن حجر میں بہت مواد ہے۔ (۴)

جنگ بعاث: ہجرت نبوی کا پیش خیمہ

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث بخاری بتاتی ہے کہ جنگ بعاث نے مدینے میں اسلام کی اشاعت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت اور مدنی اجتماعیت کی شیرازہ بندی کی راہ ہموار کی تھی، کیوں کہ اس جنگ باہمی نے اوس وخزرج کے سرداروں میں سے بہت سوں کو فناء کر کے ان کو پراگندہ کر دیا تھا اور دونوں قبائل مدینہ، اوس وخزرج بہ ہر صورت ایک متحدہ قیادت پر اتفاق و اجماع کر کے اپنی سیاسی، ملی اور اجتماعی شیرازہ بندی کے خواہاں تھے۔ حدیث ام المؤمنین کا متن ہے:

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: کان یوم بعاث یوما قدمه الله عزوجل لرسوله ﷺ، فقدم رسول الله ﷺ المدینة، وقد افترق ملأهم، وقتلت

۱۔ المائدہ: ۶۷

۲۔ کتاب التفسیر، باب (۱) حدیث ۴۸۵۵

۳۔ مسلم: کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرۃ المنتہی

۴۔ بخاری و مسلم اور فتح الباری مذکورہ بالا کے علاوہ دوسرے مصادر حدیث و سیرت مذکورہ بالا

سراتھم فی دخولھم فی الاسلام(۱)

کان یوم بعاث یوم قدمہ اللہ لرسول اللہ ﷺ، فقدم رسول اللہ ﷺ المدینۃ وقد افترق ملأہم، وقتلت سرواتھم وجرحوا، فقدمہ اللہ لرسولہ ﷺ فی دخولھم فی الاسلام (۲)

اگلی حدیث بخاری میں حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے اگرچہ عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے دن کو یوم العید کے بہ طور منائے جانے کا ذکر ہے اور اس موقع پر دو گانے والیوں کے گانے اور اس کے مضمون پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مزمار الشیطان، دو بار شیطان کا باجہ کہہ کر نقد و اعتراض کا بھی ذکر ہے، اور اس پر رسول اکرم ﷺ کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نصیحت و ہدایت ہے کہ ان دونوں مغنیات کو چھوڑ دو ابوبکرؓ کیوں کہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور آج کے دن ہماری عید ہے، مگر ان کا مرکزی خیال جنگ بعاث کے حوالے سے ہے جو قبائل انصار گانے کے متعلق ہے:

عن عائشۃؓ ان ابابکر دخل علیھا والنبی ﷺ عندھا یوم فطر-او اضحیٰ- وعندھا قینتان تغنیان بما تعازفت الانصار یوم بعاث، فقال ابوبکر: مزمار الشیطان- مرتین- فقال النبی ﷺ: دعھما یا ابابکر، ان لکل قوم عیدا وان عیدنا ہذا الیوم(۳)

مسند احمد میں بھی حضرت صدیقہؓ سے یہ حدیث مروی ہے۔ اس میں یہ اہم اضافہ ہے کہ بچیوں کے گیت میں اوس وخزرج کے سرداروں کے قتل کا تذکرہ تھا۔ حضرت ابوبکر کے قول مزمار الشیطان کو تین بار کہنے کا ذکر ہے اور اللہ کی بندیوں کا تخاطب ہے۔ (۴)

۱۔ بخاری: ۳۹۳۰۔ اصلاً یہ حدیث حضرت عائشہؓ کتاب مناقب الانصار کے اولین باب میں مختلف انداز سے آئی ہے؛ ۳۷۷۷ اور باب القسامہ میں اس کا دوسرا طرف ہے۔

۲۔ بخاری: حدیث ۳۸۴۶

۳۔ بخاری: حدیث ۳۹۳۱

۴۔ مسند احمد: حدیث ۲۴۵۰۷

یہاں شارح گرامی نے ان دونوں احادیث بخاری پر بحث نہیں کی۔صرف بعض الفاظ کے معانی ومطالب سے سروکار رکھا۔البتہ یوم بعاث پر اپنی بحث مناقب الانصار کے باب و کتاب میں کی ہے جس کا حوالہ دیا ہے اور ابن سعد کے مبحث قصہ العقبہ کا حوالہ دے کر واضح کیا ہے کہ جنگ بعاث، بعثت نبوی کے دس سال بعد ہوئی تھی، جیسا ذکر وحوالہ باب وفود الف لانصار میں بھی آیا ہے، اور متعدد کتب وسیرت میں اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔ان کا ماحصل یہ ہے کہ خزرج واوس دونوں کے سمجھ دار شیوخ کس طرح باہمی قتال ونفاق ختم کر کے ملی وقبائلی اتحاد پیدا کرنا چاہتے تھے، اور اس مقصد سے وہ قریش سے حلف کا معاہدہ بھی کرنے کے لیے مکے گئے تھے۔حج کے زمانے میں ان کی ملاقات رسول اکرم ﷺ سے ہوئی اور آپ میں ان کو ملی اتحاد ودینی یگانگت وعرب حمیت کا سنگم نظر آیا اور اس کے نتیجے میں انھوں نے دو برسوں میں دو بیعتیں یا معاہدے، عقبہ نامی مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے، اور ان کے نتیجے میں بالآخر مدینے میں اسلام کی وسیع ترین اشاعت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔(۱)

آغاز ہجرت

خاندان حضرت ابوسلمہ/ ام سلمہ

امام سیرت ابن اسحاق نے ''حضرت ام سلمہ' زوج النبی ﷺ'' کے پوتے حضرت سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہؓ کی سند سے ان کی جدہ حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہجرت مدینہ تفصیل سے نقل کی ہے۔اس کے اہم ترین نکات یہ ہیں:

۱۔ جب ابوسلمہؓ نے ہجرت مدینہ کا فیصلہ کرلیا تو مجھے اپنے اونٹ پر بٹھایا اور میری گود میں میرا فرزند سلمہؓ بن ابی سلمہؓ تھا۔

۲۔ وہ میرے اونٹ کی مہار پکڑ کر لے چلے اور جب بنوالمغیرہ (مخزوم) کے کچھ

۱۔ بخاری۔فتح الباری: ج ۷، ص ۱۳۹ ومابعد: ۱۹۶ ومابعد: ۲۷۳، ۳۳۰-۳۳۱ نیز جنگ بعاث پر دوسرے مصادر حدیث وسیرت کے ابواب

اشخاص کے پاس سے گزرے تو انھوں نے میرا اونٹ روک لیا اور ہجرت میں مانع ہوئے۔

۳۔ خاندانِ (رھط) ابی سلمہؓ کو اس پر غصہ آیا اور انھوں نے کہا کہ اپنا فرزند (سلمہؓ) تمہارے پاس نہ چھوڑیں گے اور وہ سلمہؓ کو چھین لے گئے اور بنوالمغیرہ نے مجھے قید کر دیا اور ابوسلمہؓ اکیلے مدینہ چلے گئے۔ اس طرح میرا خاندان تین حصوں میں بٹ گیا۔

۴۔ حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ میں ہر روز ابطح نامی مقام پر آکر بیٹھ جاتی اور آہ و بکا کرتی رہتی اور اس طرح ایک سال یا اس سے کچھ کم عرصہ گزر گیا۔

۵۔ اس زمانے میں میرے چچازاد خاندان بنوالمغیرہ کے ایک شخص نے ان سے میری سفارش اور رحم کی درخواست کی اور بالآخر انھوں نے مجھے بیٹے کے ساتھ ہجرت کی اجازت دے دی۔ میں ایک اونٹ پر اپنے بچے کے ساتھ بیٹھ کر اپنے شوہر کے پاس مدینے جانے کے لیے تن تنہا نکلی۔

۶۔ مقام تنعیم پر عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ عبدری مجھے ملے، حال چال پوچھا اور مجھے تنہا سفر کرنے نہ دیا اور میرے اونٹ کی نکیل پکڑ کر میرے ساتھ ہو لیے۔

۷۔ تمام راستے وہ پیدل اسی طرح چلتے رہے اور جب وقت قیام آتا تو وہ اونٹ بٹھاتے اور خود دور چلے جاتے اور سفر کے وقت پھر اونٹ کھڑا کرتے اور آگے ساتھ چلتے۔

۸۔ اسی طرح وہ میرے اونٹ کو پکڑے ساتھ چلتے رہے، اور قبا کے مقام تک پہنچا کر بتایا کہ اسی جگہ تمہارے شوہر مقیم ہیں اور مجھے پہنچا کر خود مکے واپس چلے گئے۔

۹۔ فرماتی تھیں کہ اللہ کی قسم کسی اسلامی خاندان/ اہل بیت کے بارے میں نہیں جانتی کہ اسے آل ابی سلمہؓ جیسے امتحان سے گزرنا پڑا ہو اور عثمان بن طلحہ سے بہتر کسی صاحب کو کبھی نہ دیکھا:

وما رأیت صاحبا قط کان اکرم من عثمان بن طلحۃ

ہجرت سے قبل حضرت ابوبکر صدیق کی طلاق زوجہ کلبی

واقعات ہجرت صدیقی و نبوی میں سے ایک سماجی و دینی واقعہ حدیث بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔ بہ قول ام المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قبیلہ کلب کی ایک عورت سے شادی کر لی تھی جس کو ام بکر کہا جاتا تھا۔ ہجرت مدینہ کے وقت حضرت

ابوبکرؓ نے اسے طلاق دے دی اور اس کے چچازاد شاعر نے اس سے شادی کر لی، جس نے بعد میں یہ قصیدہ کفار قریش کفار کے مرثیے میں کہا تھا:

وماذا بالقليب قليب بدر
من الشيزىٰ تذين بالسنام
وماذا بالقليب قليب بدر
من القينات والشرب الكرام
تحينيا السلامة ام بكر
وهل لى بعد قومى من سلام
يحدثنا الرسول بأن سنحيا
وكيف حياة اصداء وهام

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح حدیث میں ''ام بکر'' کے نام سے اپنی ناواقفیت کا اعتراف کرنے کے بعد اس کے چچازاد شاعر شوہر کا نام بتایا ہے کہ وہ ابوبکر شداد بن الاسود بن عبدشمس بن مالک بن جعونہ تھے اور جن کو ابن شعوب کہا جاتا تھا۔ وہ جاہلیت کے شاعر تھے۔ پھر اسلام لے آئے تھے۔ ان کے اسلام وارتداد کے بارے میں روایات نقل کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث اور نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے نہ تو جاہلیت میں اور نہ اسلام میں کسی شعر کا ایک بھی بیت کہا تھا:

واللہ ماقال ابوبکر بیت شعر فی الجاھلیہ ولاالاسلام

یہ فاکہی نے زیادت کی ہے اور بخاری نے روایت کی ہے اور اس پر کافی بحث ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شعر گوئی پر حدیث عائشہؓ کا سیاق یہ ہے کہ وہ قصیدہ ان کی طرف منسوب ہے اور وہ غلط ہے۔(۱)

ہجرت نبوی

صحیح بخاری کے باب هجرة النبی ﷺ الی المدینة کی حدیث حضرت عائشہ

۱۔ حدیث بخاری: حدیث ۳۹۲۱۔ فتح الباری: ج ۷، ص ۳۲۱۔ ۳۲۳

صدیقہؓ متعدد واقعات اور ابواب سیرت اور معلومات پر مبنی ہے۔ اس کا ایک جامع تجزیاتی خلاصہ موضوعاتی لحاظ سے ان تمام معلومات وابواب سیرت کا صحیح تناظر میں پیش کرے گا۔ ان تمام مباحث وابواب سیرت کا مختصر بیان امام سیرت ابن اسحاق نے بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے نقل کیا ہے جو بخاری کی حدیث کا پیش رو ماخذ ہے۔(۱)

اول بحث: اسلامِ خاندان صدیقی اور زیارت روزانہ نبوی سے متعلق ہے جو مختصر ہے، مگر بہت وقیع، اور اس کا ذکر ہو چکا۔

دوم: واقعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سفر ہجرت حبشہ ہے، جو کافی مفصل اور معلوماتی ہے اور اس پر پہلے اپنے مقام پر بحث آچکی ہے۔

سوم: ہجرت مدینہ کا بیان صحابہ کرام کے سفر ہجرت سے ہے۔

چہارم: رسول اکرم ﷺ کے سفر ہجرت مدینہ پر بحث حدیث ہے اور اس میں کافی واقعات کا ذکر ہے۔

پنجم: ان تمام امور وواقعات سیرت پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی شرح وتفسیر ہے، جو مفصل بھی ہے اور متعدد روایات وکتب سیرت کی جامع بھی۔

دار ہجرۃ کے بارے میں رؤیا صادقہ دیکھنے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے صحابہ کرام کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم دیا اور وہ رفتہ رفتہ جانے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رسول اکرم ﷺ نے اپنے ساتھ ہجرت مدینہ کرنے لیے روک لیا کہ آپ اذن الٰہی کے منتظر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس پر بے کراں خوشی ہوئی۔ انھوں نے سفر ہجرت کے لیے دو اونٹنیاں خرید لیں اور ایک ماہر دلیل / رہبر عبداللہ بن اریقط کو اجرت پر رکھ لیا اور اونٹنیاں اس کے سپرد کر دیں جو چار ماہ تک اس کے پاس رہیں۔ عبداللہ اریقط ایک مشرک راہبر تھا مگر ایمان دار و قابل اعتماد تھا، جس نے اس تمام معاملے کو انتہائی پوشیدہ رکھا۔ اچانک ایک تپتی دوپہر کو رسول اکرم ﷺ خلاف معمول چہرہ انور کو ڈھانکے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچے اور ہجرت مدینہ کے اذن الٰہی سے ان کو باخبر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو

۱۔ بخاری:۳۹۰۵

صحبت و معیت نبوی کے شرف عظیم سے بہت مسرت ہوئی اور انھوں نے ایک سواری کا ہدیہ پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قیمت ادا کر کے قبول کر لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مزید بیان ہے کہ ہم افراد خاندان صدیقی نے سفر ہجرت کے لیے بہترین سامان تیار کیا اور زاد راہ کو ایک تھیلے میں رکھا جسے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ نے اپنے کمر کے پٹکے (نطاق) کو پھاڑ کر ایک حصے سے باندھ دیا اور اس بنا پر ان کو ذات النطاق/ النطاقین کا لقب دربار نبوی سے عطا ہوا۔ آپ اپنے یار غار کے ساتھ بھری دوپہر میں ہی ابوبکر صدیقؓ کے گھر کے پچھواڑے سے ایک دریچے کے رستے سے نکلے اور غار ثور میں جا ٹھہرے۔ وہاں تین دنوں کے قیام کے دوران ام المؤمنین کے نوجوان مہذب و جاں نثار برادر عبداللہ بن ابی بکرؓ سحر تک رات گزارتے اور صبح صبح قریش کے پاس آجاتے جیسے ان کے ساتھ شب بسری کی ہو اور ان کے اخبار اور منصوبوں کا پتہ لگاتے۔ حضرت عامرؓ بن فہیرہ مولیٰ ابوبکر صدیقؓ اپنے مویشیوں کے ریوڑ اسی اطراف میں چراتے اور رات پڑے آپ اور ابوبکر صدیقؓ کو دودھ کا آذوقہ فراہم کرتے اور راستے سے نشانات قدم مٹا دیتے۔ تین دنوں کے بعد وعدہ کے مطابق راہبر دونوں کی سواری لے کر غار ثور کے پاس آگئے اور دونوں مہاجرین مدینہ کو ساحلوں کے راستے لے گئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے حدیث بخاری کی شرح میں پوری حدیث میں وارد الفاظ و اصطلاحات، مقامات و واقعات اور اشخاص واحوال وغیرہ کی تفصیلات متعدد کتب حدیث وسیرت ونسب وغیرہ سے بیان کی ہیں اور ان میں متعدد احادیث بخاری وغیرہ کا ذکر کیا ہے جو دوسرے صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ نبوی ہجرت مدینہ کے بیان وشرح میں خانۂ صدیقی سے غار ثور کے روانگی اور غار ثور/ مکے سے مدینے کے لیے سفر کی تاریخ (دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول وغیرہ)، غار ثور میں قیام وسکونت کے واقعات، اشراف مکہ کے تعاقب اور اعلان انعام کے اثرات اور متعدد دوسرے ضمنی واقعات کی تفصیلات بہت اہم ہیں۔ مدینے کے سفر ہجرت کے دوران سراقہ بن جعشم مدلجی کے تعاقب کی حدیث بخاری انہی کی سند وروایت سے بہت مفصل نقل کی ہے اور شرح بھی مفصل ہے۔(۱) اور ذات النطاق/ ذات النطاقین کے لقب کے

۱۔ حدیث بخاری: ۳۹۰۶

بارے میں حدیث بخاری خود صاحب نطاقین کی سند و روایت سے مروی ہے اور بعض اور احادیث ہیں۔ (۱) ان تمام مباحث میں حافظ عسقلانی کا بنیادی حدیثِ حضرت عائشہؓ کے متابعات اور شواہد کا دوسری کتب حدیث سے ذکر خاصا اہم اور معنی خیز ہے، خاص طور سے حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر صدیق اور ان کے شوہر گرامی حضرت زبیر بن العوام اسدیؓ کے سفر ہجرت مدینہ کی حدیثِ حضرت عائشہؓ وغیرہ۔ مسند احمد کی احادیث حضرت عائشہ صدیقہؓ اسی تفصیل و تشریح کو پیش کرتی ہیں۔ (۲)

مدینے میں ورودِ نبوی کی تاریخ

بلاذری نے واقدی کی ایک روایتِ حضرت عائشہؓ ان کی شاگرد حضرت عمرہؓ کے واسطے سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے تین سال قبل مجھ سے شادی کی شوال ۱۰ ؍ نبوی میں اور مدینہ منورہ میں دوشنبہ بارہ ربیع الاول کو تشریف لائے:

> وقدم المدینة یوم الاثنین الاثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاول(۳)

مدنی دور نبوی

ہجرت مدینہ سے عہد نبوی کا دوسرا دور/ زمانہ شروع ہوتا ہے جو مکی دور نبوی کے بنیادی تواتر اور جوہری تسلسل کا عہد ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور بیش تر صحابہ کرام اور مہاجرین قریش مکہ کے ترک وطن کے بعد بھی مکہ مکرمہ میں مسلمانوں، صحابہ و صحابیات کی خاصی بڑی آبادی رہ گئی تھی۔ ان میں رسول اکرم ﷺ کے خاندان والے، صحابہ و صحابیات کے قریبی اعزہ اور احباب و اصدقاء اور دوسرے اقارب اور محبوبین کی ایک بڑی تعداد تھی۔ بعد ہجرت

۱۔ حدیث بخاری: ۳۹۰۷

۲۔ ۹۸، ۲۵۰، ۲۵۲۴۶ / ۲۶۳۸۸ (حدیث حضرت اسماءؓ) وغیرہ۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۸۲۔ ۸۵۔ فتح الباری: ج ۷، ص ۲۹۰۔ ۲۱۱۔ بالخصوص ۲۸۸-۲۸۹ و مابعد حیات طیبہ

۳۔ بلاذری: مرعشلی ۱۰۲۸ پیر: ۴۹۴

مدینہ مکہ قریشی مسلمانوں سے ہی نہیں، قریشی عزیزوں اور مشرک اکابر سے بھی نبوی تعلقات مرحمت و رحمت اور صحابہ کرام کے روابط الفت جاری رہے۔ مدینہ منورہ میں دوسری طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین قریش مکہ اور دوسرے مہاجرین عرب وعجم نے ایک اسلامی معاشرے اور سماج کی داغ بیل ڈالی۔ ابتدائی اقدامات اسلامی میں قبا میں صحابہ کرام اور ان کے عظیم ترین پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف مدنی صحابہ کرام کے گھروں میں قیام کا معاملہ تھا۔ دوسرا مسجد قبا کی تعمیر اور اس کے ساتھ نماز جمعہ کا عام پنج گانہ نمازوں کے علاوہ خاص نظم و نسق کیا گیا اور اس کے معاملات کو نبوی تصدیق کی دولت بھی ملی۔ قبا کے چندروزہ قیام کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص مدینے کی بستی میں ورود اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان میں قیام نبوی کا واقعہ اہم ترین تھا۔ دوسرے اسلامیان مکہ اور مہاجرین قریش کی ایک بڑی تعداد بھی مدینہ منورہ آکر اپنے مدنی برادران اسلامی کے گھروں میں مہمان بن کر بس گئی۔ قیام مدینہ کے اولین زمانے میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص مسجد نبوی کی تعمیر کا کارنامہ انجام دیا اور اسی کے ساتھ اپنی دو بیویوں کے لیے حجرات بنوائے۔ ازواج نبوی اور خاندان رسالت کے افراد کے علاوہ مہاجرین قریش کے خاندان والے بھی رفتہ رفتہ مدینے آکر مختلف مقامات پر بستے گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے افتادہ اراضی کے علاوہ مدنی اوسی وخزرجی فیاض ومخیر افراد وطبقات کی جائدادیں اور زمینیں حاصل کر کے ان کی سکونت کا نظم کیا۔ تعمیر مسجد نبوی کے زمانے میں یا اس کے معاً بعد آپ نے قریشی مہاجرین اور مدنی مددگاروں کے درمیان مواخاۃ کا دوسرا اور وسیع تر کام کیا۔ شہر مدینہ اور اس کے اطراف میں آباد قریب قریب دو درجن یہودی قبیلوں سے معاہدہ کیا اور ان کو اسلامی سماج و ریاست سے ہم آہنگ کیا۔ اس کو تاریخ نے کتاب النبی، میثاق النبی، صحیفہ اور دستور مدینہ جیسے الفاظ وتعبیرات سے تعبیر کیا۔ یہ بنیادی طور پر تنظیم حکومت و ریاست نبوی کی عملی صورت تھی۔ ان تمام واقعات واحوال و ظروف کی روایات ہماری کتب سیرت وحدیث وغیرہ میں مختلف رواۃ کرام سے مروی ہیں اور ان میں مردوں کا غلبہ ہے۔ خواتین اسلام اور ازواج مطہرات کی بعض روایات واحادیث بہ ہر حال مدنی عہد کے اولین واقعات ومعاملات میں سے کسی نہ کسی کے بارے میں مل جاتی ہیں۔ اور ان میں نئی اور قیمتی معلومات ملتی ہیں۔

اولین نبوی اقدامات میں ہجرت مدینہ کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایات واحادیث میں سے کچھ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ خاندان رسالت مآب ﷺ اور اپنے خاندان کی ہجرت مدینہ اور رسول اکرم ﷺ کے ہجرت کے انتظامات اور ان کے قیام گاہوں وغیرہ کی مساعی کا بھی ذکر ملتا ہے۔ مکانات ازواج کے بارے میں، تعمیر مسجد نبوی کے تعلق سے اور اولین دور کے بعض دوسرے اقدامات نبوی اور معاملات اسلامی کے بارے میں بھی ان کی چند ہی سہی مگر نئی روایات مل جاتی ہیں۔ وہ ان کی قوی معاملات سے واقفیت اور حالات و واقعات کی کروٹ سے آگاہی کی پوری طرح عکاس بھی ہیں۔ روایات کا قصور اور فقدان ان کی عام آگاہی اور وسیع تر علم و واقفیت کا اشاریہ نہیں ہے بل کہ وہ جامعین روایات کی محدودیت اور ترسیل کی کمی کی علامت ہے۔

ہجرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

واقدی کی ایک اور روایت حضرت عائشہؓ میں بیان ام المؤمنین ہے کہ ہجرت کے بعد ہمیں اور اپنی بنات طاہرات کو رسول مکے میں چھوڑ گئے تھے۔ مدینے پہنچ کر حضرات زید بن حارثہؓ وابورافعؓ کو دو اونٹوں اور پانچ سو درہم کے ساتھ، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے لیے تھے، مصارف سفر کے لیے بھیجا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان دونوں کے ساتھ عبداللہ بن اریقط کو دو یا تین اونٹوں کے ساتھ روانہ کیا، اور حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ کو خط لکھا کہ ان کے اہل اور میری ماں حضرت ام رومانؓ اور میری بہن اسماءؓ زوجہ زبیر کو مجھ سمیت روانہ کریں۔ وہ سب ساتھ روانہ ہوئے اور قدید نامی مقام پر پہنچ کر حضرت زید بن حارثہ نے مزید تین اونٹ خریدے۔ راستے میں حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ بھی اپنے خاندان کے ساتھ ہولیے۔ حضرت زید وابورافع حضرت فاطمہ اور ام کلثوم اور سودہ بنت زمعہ کے علاوہ حضرت ایم ایمن اور اسامہؓ کو بھی ساتھ لیا، جب کہ عبداللہؓ بن ابی بکر حضرت ام رومان اور اپنی دونوں بہنوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں میرا اونٹ کھو گیا تو میری ماں نے سخت واویلا کیا، لیکن بہ فضل الٰہی وہ جلد مل گیا۔ مدینے پہنچ کر ہم خاندان ابی بکرؓ کے ساتھ اترے۔ رسول اللہ ﷺ اس زمانے میں تعمیر مسجد نبوی اور حجرات نبوی میں مصروف تھے۔ حدیث مسند کے

مطابق ام المؤمنین کا بیان ہے کہ ہم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو سنح نامی مقام پر بنوحارث بن خزرج کے علاقے میں قیام پذیر ہوئے۔(۱)

خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ کی ہجرت مدینہ

بلاذری کی روایت حضرت عروہؓ کے مطابق حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد دارالہجرۃ سے اپنے دو موالی حضرات زیدؓ بن حارثہ اور ابورافعؓ کو مکہ بھیجا اور وہ دونوں حضرت سودہؓ بنت زمعہ، فاطمہ، ام کلثوم کے علاوہ اپنی بیوی ام ایمنؓ اور فرزند حضرت اسامہ کو ساتھ لائے۔ میرے والد نے میرے بھائی عبداللہؓ کو اپنے خاندان کی ہجرت کے انتظامات کے لیے روانہ کیا اور وہ حضرت ام رومانؓ اور مجھے اور میری بہن کو لے آئے اور حضرت طلحہ بھی ہمارے ساتھ ہو لیے اور ہم ایک ساتھ مدینے پہنچے۔

تعمیر مسجد و مکانات

اس وقت مسجد کی تعمیر جاری تھی اور اس کے ساتھ اس کے گرد گھروں کی تعمیر ہو رہی تھی۔ ہم چند ایام تک دوسرے مکانات میں ٹھہرے رہے۔ آگے ان کی مہر اور زفاف اور وفات کا ذکر ہے۔(۲)

تعمیر مسجد نبوی

مدینہ منورہ میں تعمیر مسجد نبوی اور تعمیر مکانات کے مشترک و مسلسل بیان میں امام ابن اسحاق نے حضرت ام سلمہؓ کی ایک اہم حدیث تعمیر مسجد کے حوالے سے نقل کی ہے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ نے خدمت نبوی میں آکر عرض کیا کہ لوگوں نے ان پر ان کی استطاعت سے زیادہ اینٹیں (لبن) لاد دی ہیں۔ ان کو شکایت یہ تھی کہ ''یا رسول اللہ انھوں نے مجھے قتل کر دیا، مجھ پر اتنا لاد دیتے ہیں جتنا خود نہیں اٹھاتے''۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے دست مبارک سے حضرت عمارؓ کے لمبے بالوں (وفرتہ) سے

۱۔ حدیث مسند: ۲۵۲۴۱۔ مذکورہ بالا

۲۔ بلاذری: ۱۰۳/۷؛ ابن ہشام: ج ۲، ص ۹۱

خاک جھاڑ رہے ہیں۔ کیوں کہ وہ گھونگر یالے بالوں والے آدمی تھی (وکان رجلا جعداً) اور ساتھ ہی آپ فرماتے جاتے تھے: برا ہو ابن سمیہ، وہ لوگ تمہارے قاتل نہیں، تمہیں تو باغی گروہ قتل کرے گا:

ویح ابن سمیة، لسیوا بالذین یقتلونک انما تقتلک الفئة الباغیة

اس دن حضرت علیؓ بن ابی طالب نے یہ رجز کہا:

لایستوی من یعمر المساجدا
یدأب فیه قائما وقاعدا
ومن یریٰ عن الغبار جائدا

ابن ہشام کے بہ قول حضرت علیؓ نے رجز خود کہا تھا یا اس کو پڑھا تھا نہیں معلوم البتہ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت عمارؓ بن یاسر نے اسے پڑھنا شروع کردیا۔ ابن اسحاق کی روایت میں حضرت عمارؓ کے بارے میں مزید تصریحات نبوی ہیں۔(۱)

حضرت ام سلمہؓ کی اس حدیث میں تین چار اہم مضمرات و مسائل ہیں جن کا تصفیہ ضروری ہے کہ خاص روایت امام سے معاملہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

اول: حضرت ام سلمہؓ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ نہ تھیں اور اپنے شوہر حضرت ابوسلمہؓ کے ساتھ ان کے مکان میں اپنے خاندان کے ساتھ آباد تھیں۔

دوم: حضرت عمارؓ کے شکوہ قتل کے وقت وہ مجلس نبوی میں ضرور موجود تھیں اور پورے واقعے کی عینی شاہد تھیں اور پھر اس کی راویہ بھی بنیں۔

سوم: حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت/قتل کی پیش گوئی نبوی اسی موقعے کی ہے، جسے امام بخاری وغیرہ محدثین کرام نے کثرت سے نقل کیا ہے۔

چہارم: احادیث بخاری وغیرہ سے نبوی پیش گوئی کا پس منظر اور سبب نہیں معلوم ہوتا اور ان کے اطراف و مکررات سے معاملہ اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

پنجم: امام ابن اسحاق کی اس حدیث/ روایتِ حضرت ام سلمہؓ کے متن سے سارے

۱۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۹۱۔۹۲

پیچاک کھل جاتے ہیں اور شان نزول حدیث واضح ہو جاتی ہیں۔(۱)

ہجرت مدینہ کے بعد بیماریٔ ابو بکر و بلالؓ

موطا امام مالک کی ایک حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔(۲) محقق بشار عواد معروف نے اپنے حواشی میں اشعار کے معانی اور مقامات کی مختصر تفسیر کی ہے اور بعد کے محدثین کی کتب میں اس واقعے کی تخریج کی ہے۔ ان میں امام بخاری کے علاوہ شامل ہیں: مسند احمد، نسائی (تحفہ و کبریٰ)، بیہقی وغیرہ۔ التمہید میں شرح ہے۔(۳)

ایک حدیث بخاری میں عائشہ صدیقہؓ کا مزید بیان ہجرت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ و حضرت بلالؓ بیمار ہو گئے۔ فرمایا میں ان دونوں کے پاس گئی اور میں نے مزاج دریافت کیے: ابا جان کیسے مزاج ہیں؟ اور اے بلال کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کو جب بخار آ جاتا تھا تو کہا کرتے تھے:

کل امری مصبح فی اهله
والموت ادنی من شراک نعله

اور حضرت بلالؓ کو جب بخار نے پکڑ لیا تو زور شور سے کہا کرتے:

آلالیت شعری هل ابیتن لیلة

۱۔ بخاری۔ فتح الباری: ج ۱، ص ۷۰۰ و مابعد: حدیث: ۷۴۴: ویح عمار، تقتلہ الفئۃ الباغیۃ الخ؛ حافظ عسقلانی وغیرہ نے مسلم سے حضرت ام سلمہؓ کی حدیث کے علاوہ متعدد دوسری احادیث اپنی شرح میں نقل کی ہیں اور ان میں ''زیادات'' بھی ہیں لیکن کسی میں شان نزول اور سبب فرمان نبوی نہیں ہے اور حافظ موصوف نے اس روایت ابن اسحاق کا حوالہ بھی نہیں دیا۔ نیز طرف حدیث: ۲۸۱۲ اور اس کی شرح عسقلانی وغیرہ؛ مسند احمد بن حنبل میں یہی حدیث بخاری حضرت ابوسعید خذریؓ سے مروی ہے: حیات طیبہ، ۱۸۷ و مابعد

۲۔ موطا امام مالک: حدیث ۲۶۰۳

۳۔ مسند احمد کی حدیث کا رقم ہے: ۱۷۱۲۹

بواد وحولی اذ خرو جلیل
وهل اردن یوما میاه مجنة
وهل یبدون لی شامة وطفیل

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی تو آپ نے دعا فرمائی:

اے اللہ ہم کو مدینہ اتنا محبوب بنا دے جیسے مکہ ہمیں محبوب تھا یا اس اس سے زیادہ محبت عطا کر دے اور اس کو صحت افزا مقام بنا دے اور اس کے اوزان مد وصاع میں برکت دے اور اس کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ بھیج دے۔

اللھم حبب الینا المدینة کحبنا مکة او اشد و صححھا، وبارک لنا فی صاعھا و مدھا، وانقل حماھا فاجعلھا بالجحفة(۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح میں حدیث عائشہ جیسی روایت سیرۃ ابن ہشام سے بھی نقل کی ہے اور شرح وتفسیر حدیث میں قیمتی معلومات دی ہیں۔ سہیلی اور ابن اسحاق میں ایک فرق یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، عامرؓ و بلالؓ سے بیمار پرسی کی ترتیب ہے اور دوسری دعائے نبوی کے الفاظ ہیں، جو کچھ مختلف ہیں، لیکن اہم ہیں، جیسے وبا کی منتقلی مھیعۃ نامی جگہ کے لیے مانگی تھی۔ ان میں امام ابن اسحاق کی ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی ہے، اور وہ بہت اہم ہے کہ حدیث بخاری مذکورہ بالا کی تفصیل کرنے کے علاوہ اضافہ کرتی ہے۔ مسند احمد میں حضرات ابوبکر و بلال و عائشہ رضی اللہ عنہم کی بیماری کے بارے میں متعدد احادیث ان ہی تفصیلات کی تکرار کے ساتھ ہیں۔ (۲) مؤخر الذکر میں بعض شیوخ مکہ: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر حضرت بلالؓ کی بددعا اور لعنت کرنے کا ذکر ہے، کیوں کہ وہی ان کے مکے سے اخراج کے ذمے دار تھے۔

امام ابن اسحاق کی روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ یہ ہے:

۱۔ بخاری: ۳۹۲۶

۲۔ مسند احمد: ۲۳۸۶۷، ۲۳۸۳۹، ۲۵۳۲۸، ۲۴۰۱۱، ۲۵۷۰۸

عن عائشة ﷺ عقب قول ابیھا "فقلت واللہ مایدری ابی مایقول،
قالت: فذنوت الیٰ عامر بن فھیرۃ۔ وذلک قبل ان یضرب علینا
الحجاب۔ فقلت کیف تجدک یاعامر؟ فقال:

لقد وجدت الموت قبل ذوقه
ان الجبان حتفه من فوقه
کل امری مجاهد بطوقه
کالثور یحمی جسمه بروقه

وقالت فی آخرہ: فقلت: یارسول اللہ، انھم لیھذون ومایعقلون من
شدۃ الحمی۔

بہ قول حافظ ابن حجر حضرت عامر بن فہیرہؓ کے قول میں اضافے کی روایت امام مالک نے موطا میں بہ روایت یحییٰ بن سعید عن عائشہؓ کی ہے، جو منقطع ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ایک دوسرے صحابی حضرت براء بن عازبؓ کی روایت وحدیث سے حضرت عائشہؓ کی ہجرت کے بعد بیماری اور ان کی والد ماجد حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے بیمار پرسی وعیادت کی حدیث نقل کرنے کے علاوہ حضرت عائشہؓ کی اپنے خاندان اور خاندان نبوی کے ساتھ ہجرت مدینہ کا ذکر بھی کیا ہے۔

موطا امام مالک میں بھی ایک حدیث امام مالک یحییٰ بن سعید کے واسطے سے حضرت عائشہؓ سے نقل کی گئی ہے، جو مختصر ہے۔ اس میں دوسرا اشعر نہیں ہے اور نہ ہی حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تبصرہ ان کے بخار کی شدت پر۔ (۱) محقق بشار نے اس کی تخریج میں صرف ابومصعب زبیری کی حدیث: ۱۸۵۹ کا ذکر کیا ہے۔ مسند احمد میں بھی حضرت عامرؓ بن فہیرہ کی بیماری کا عام ذکر ہے، مگر ان کی عیادتِ حضرت عائشہؓ اور ان کے اشعار وغیرہ کا حوالہ نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی کی رسوم

کتبِ سیرت وحدیث میں ازواج مطہرات خاص کر حضرت عائشہؓ کی اپنی شادی اور

۱۔ موطا امام مالک: حدیث ۲۶۰۴

رخصتی کی رسوم کی روایات ملتی ہیں۔ ان میں سے متعدد ازواج مطہرات کی اپنی روایات و احادیث ہیں اور شاید احادیث میں سب سے زیادہ حضرت عائشہؓ کی زبانی مروی ومنقول ہیں۔ بلاذری کی روایت ہجرت مدینہ میں ہے کہ مدینے آمد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: میں مہر کی رقم، جو ساڑھے بارہ اوقیہ ہے، بھیجنے والا ہوں، پھر اس گھر میں زفاف کا ذکر ہے۔

حدیثِ بخاری میں حضرت عائشہؓ کی زبانی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے شادی کی اور میری ماں نے گھر میں مجھے داخل کیا۔ وہاں انصار کی کچھ عورتیں پہلے سے موجود تھیں۔ انھوں نے کہا: خیر و برکت کے ساتھ اور نیک شگون کے ساتھ:

علی الخیر والبرکۃ، وعلی خیر طائر (۱)

حافظ ابن حجر نے شرح وحدیث میں تصریح کی ہے کہ یہ حدیث عائشہؓ مختصر اور ایک جز ہے، اور اس کی مفصل حدیث باب تزویج عائشہ رضی اللہ عنہا میں آچکی ہے جو ابواب الھجرۃ الی المدینۃ سے قبل ہے۔ باقی شرح حدیث امام ابن التین وغیرہ کے اقوال ومباحث پر مرکوز ہے اور اس کا اصل واقعے ومعاملے سے تعلق نہیں۔ حدیث عائشہ: ۵۱۶۰ میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت عائشہؓ کی ماں ان کو چاشت/ دن کے وقت لائی تھیں، رات میں نہیں:

فلم یرعنی الا رسول اللہ ﷺ ضحی

حافظ موصوف نے شرح حدیث میں صراحت کی ہے کہ ضروری نہیں کہ شوہر یا بیوی رات ہی میں ملیں یا ان کی آمد ہو۔ (۲)

مراسم رخصتی کی حدیث عائشہؓ میں خاصی تفصیل ہے۔ اس کے خاص نکات حسب ذیل ہیں۔ (۳)

۱۔ حدیثِ بخاری: ۵۱۶۵

۲۔ بلاذری: ۱۰۳/۷؛ بخاری/ فتح الباری: ج ۹، ص ۲۷۸۔ ۲۸۰ ومابعد

۳۔ بخاری: حدیث عائشہؓ: ۲۵۲۴۱

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ کچھ انصاری مرد اور عورتیں بھی جمع ہو گئیں۔ میری ماں میرے پاس آئیں تو اس وقت میں مکان کے صحن میں دو کھجور کے درختوں کے درمیان جھولا جھول رہی تھی اور سہیلیاں پینگ دلا رہی تھیں۔ ماں نے مجھے جھولے سے اتارا اور میرے بال درست کیے اور پانی سے میرا منہ دھلایا اور مجھے تیزی سے لے کر چل پڑیں تو میری سانسیں پھولنے لگی۔ دروازے پر رک گئیں اور سانس درست ہوئی تو گھر کے اندر لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر میں چارپائی (تخت) پر تشریف فرما تھے اور انصاری مرد وخواتین بھی آپ کے پاس موجود تھے۔ میری ماں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بٹھا دیا اور کہا: ''یہ آپ کی اہل ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو ایک دوسرے کے لیے مبارک بنائے''۔ پھر مرد عورتیں اٹھ کر چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے گھر میں میرے ساتھ شب باشی فرمائی۔ میری شادی پر اونٹ ذبح ہوا نہ بکری، البتہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے ہمارے پاس ایک بڑا پیالہ بھیجا جو آپ کی ازواج مطہرات کے پاس وہ بھیجا کرتے تھے۔ آگے حضرت اسماء بنت عمیسؓ کی حدیث میں یہ مزید صراحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عائشہؓ کو تیار کر کے لانے والی میں تھی اور میرے ساتھ کچھ اور خواتین بھی تھیں۔ آپ کی مدارات صرف دودھ کے ایک پیالے سے کی گئی، آپ نے کچھ نوش فرما کر حضرت عائشہؓ کو پیالہ دیا تو وہ شرما گئیں اور بعد میں کچھ نوش کیا اور پھر آپ نے ان کو ہدایت کی کہ اپنی سہیلیوں کی بھی تواضع کریں۔ (۱)

ابن سعد کی روایتِ واقدی از ام المؤمنین میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصتی کرانے کی تحریک کی تھی اور نہ کرانے کا سبب پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا: مہر (الصداق)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مہر کی رقم ساڑھے بارہ اوقیہ (اثنی عشرہ اوقیہ ونشا) آپ کی خدمت میں بھیج دی اور آپ نے وہ ہمیں عطا کی اور پھر رخصتی ہوئی اور اسی مکان میں شب عروسی منائی جس میں اب ہوں اور جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔ آپ نے حضرت سودہؓ بنت زمعہؓ سے بھی ان ہی مکانات میں سے ایک مکان میں، جو میرے

۱۔ بخاری: حدیث: ۲۶۹۲۵

پڑوس میں تھا، شب عروسی منائی تھی۔ آپ نے دونوں کی ایک ایک دن کی باری رکھی۔ (۱)

بیت نبوی میں معاشرت

متعدد احادیث وروایات میں رخصتی کے بعد آپ ﷺ کے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حسن معاشرت کے واقعات کا تذکرہ ملتا ہے:

بلاذری کے مطابق حضرت عائشہؓ اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیاں اور کھلونے کھیلتی تھیں جن میں ایک گھوڑا (پروں والا) تھا اور وہ اس کو حضرت سلیمانؑ کا گھوڑا بتاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے استفسار پر بتایا تو آپ نے ان کی دل جوئی کی۔ سہیلیاں آپ کو دیکھ کر چلی جاتیں تو آپ ان کو واپس بلا کر ساتھ کھیلنے کو کہتے تھے۔

ایک روایت بلاذری میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چھوٹی چٹائی مانگی (خمرۃ) تو میں نے کہا: میں حائض ہوں۔ فرمایا کیوں کہ تمہارے ہاتھ میں تو حیض نہیں ہے۔ (۲)

پسند وناپسند کی پہچان نبوی

رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ کے بیان کے مطابق ان کی ناپسند وپسند یا خفگی اور خوشی کے احوال کا پتہ آپ ان کے چہرے اور کلام سے چلا لیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی / راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو یا رسول اللہ اور جب خفا ہوتی تو کہتی ہو: یا محمد۔ (۳)

سفر میں ساتھ لے جانے کی چاہت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سفر میں ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے

۱۔ بلاذری: فتح الباری، مذکورہ بالا

۲۔ بلاذری: ۲/ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ یہی روایت حضرت ام ایمنؓ کے بارے میں بھی ملتی ہے اور وہ مکی دوری کا واقع ہے

۳۔ بلاذری: ۴/ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵

اور میرے نام کا قرعہ فال نہ نکلتا تو چہرہ نور متغیر ہو جاتا اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے میرے پاس آتے۔(۱)

حضرت ابوبکرؓ کو تادیب نبوی

کسی بات پر آپ نے حضرت عائشہؓ کو تادیب کرنے کی ہدایت فرمائی۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو زدوکوب کر کے رکھ دیا۔آپ نے ناگواری کا اظہار کیا کہ یہ تو میں نہیں کہا تھا۔(۲)

ام عبداللہ کی کنیت کی عطائے نبوی

عفان بن مسلم کے واسطے سے حضرت عروہ کی حدیث عائشہؓ ہے کہ ام المومنین کی التجا پر آپ نے ان کو فرزند (بھانجے) عبداللہ کے نام پر اپنی کنیت ام عبداللہ رکھنے کی ہدایت فرمائی۔(۳)

فضائل ومناقب ازواج مطہرات

ازواج مطہرات میں سے بعض کے فضائل ومناقب کے ابواب امام بخاری وغیرہ نے محدثین میں اور امام ابن سعد وغیرہ نے سیرت نگاروں میں باندھے ہیں۔ازواج اور امہات المؤمنین پر کتب سیرت میں خاص ابواب ان کے انفرادی مناقب پر زیادہ مرکوز ہیں، اور ان میں اجتماعی فضائل کا بھی خاصا حصہ ہے۔ ان دونوں قسموں کے فضائل ومناقب ازواج مطہرات میں دوسرے صحابہ وصحابیات اور علماو تابعین وغیرہ کے علاوہ خاص امہات المومنین کے بیان کردہ فضائل اہم ہیں۔ان کی اہمیت کی وجہ اول تو یہ ہے کہ وہ زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہ راہ راست انھوں نے خود سنے تھے۔کبھی اپنے استفسار پر اور کبھی آپ کی عنایات پر عنایات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اہم اور معنی خیز رب العالمین عزوجل کی

۱۔ بلاذری: حدیث، ۱۰۴۲

۲۔ مذکورہ بالا

۳۔ ابن سعد: ج۸،ص ۴۷۲

طرف سے فرشتۂ وحی حضرت جبریلؑ کی معرفت الطاف خسروانہ ہیں۔ حسب دستور فضیلت حضرت عائشہ صدیقہؓ کو تمام ازواج مطہرات میں یہ تفوق وشرف حاصل ہے کہ وہی فضائل و مناقب ربانی ونبوی اپنی روایت وترسیل اور ابلاغ واظہار سے امت کے لیے محفوظ کر دیے ہیں، جیسا حضرت خدیجہؓ کے بارے میں ان کی بیان کردہ احادیث قدسیہ و بیانات نبویہ کا ذکر حضرت خدیجہؓ کے فضائل ومناقب کے باب میں آتا ہے۔ حضرت صدیقہؓ کا ظرف عدالت واخلاق عالی ان کی زبان مبارک سے دیگر ازواج کے فضائل واوصاف اور تعریفات وتحسینات بھی پیش کرتے ہیں۔ یہ بھی دل چسپ اور معنی خیز حقیقت ہے کہ خود ان کے اپنے اوصاف ان کی روایات سے ملتے ہیں۔ لیکن یہ خودنمائی، خودستائی اور خودشناسی کے اظہارات انسانی اور اس کے بطن میں موجود محرک جذبات سفلی کے پروردہ نہیں ہیں، بل کہ زبان وحی کی شہادات ہیں۔

حضرت عائشہؓ کے فضائل ومناقب

صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ کے باب فضل عائشہؓ میں آٹھ احادیث میں سے، تین چار حضرت عائشہؓ سے مروی ہیں اور ان میں سے ایک حدیث کا ذکر ازواج مطہرات کے مطالبۂ عدل وتعدیل کے ضمن میں آچکا ہے کہ وحی الٰہی صرف حضرت عائشہؓ کے بستر ولحاف وچادر پر اترتی تھی اور کسی زوجہ مطہرہ کو یہ شرف نہیں ملا تھا۔(۱)

دوسری روایت مرض الوفات میں ازواج مطہرات کے اپنی اپنی باریوں کے ہبہ کرنے کے ذکر میں ہے۔(۲)

تیسری حدیث تیمم کی خلاص عنایت ومرحمت الٰہی کے حوالے سے ہے کہ یہ سہولت و رخصت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سبب ملی تھی اور اس کا ذکر غزوات میں آتا ہے۔(۳)

چوتھی حدیث بتاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: عائشہؓ '' یہ

۱۔ بخاری: حدیث ۳۷۷۵

۲۔ بخاری: ۳۷۷۴

۳۔ بخاری: ۳۷۷۳

جبریل ہیں اور تم کو سلام کہتے ہیں: فرماتی ہیں کہ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کیا: آپ وہ دیکھ رہے ہیں جو میں نہیں دیکھتی:

تری مالا اری (۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح میں اور دوسری کتب حدیث و سیرت نے ان احادیث حضرت عائشہؓ کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد میں بھی یہ حدیث ہے۔ (۲)

امام ابن سعد نے اپنی کتاب النساء کے باب ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ''جامع'' میں ہر زوجہ مطہرہ کے مناقب الگ الگ بھی بیان کیے ہیں اور خاص زوجہ مطہرہ کے ذکر و باب میں ان کے اوصاف خصوصی۔ یہ روایات دوسروں کے علاوہ عائشہؓ سے بھی مروی ہیں۔ اور ان کا لب لباب یہ ہے:

۱۔ اپنی خاص فضیلتوں اور خصوصیتوں کا ذکر فرمایا تو ان میں اپنی دوشیزگی، کنوارپنے، دست نبوی میں فرشتے کی صورت عائشہ میں آمد، حضرت جبریلؑ کی رؤیت، تمام ازواج مطہرات میں سب سے چہیتی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسے عظیم والد ماجد کی نگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے زیادہ محبوبیت، مرض الوفات میں خانہ/ حجرہ عائشہؓ میں وفات اور بروقت وفات ان کی اور ملائکہ کی موجودگی کا ایک روایت میں مجموعی ذکر ہے۔

۲۔ حضرت سودہؓ کا دن کی باری ہبہ کرنا کئی روایات میں آیا ہے اور ان کے سب سے زیادہ محبوب ہونے کا بھی۔

۳۔ تمام ازواج مطہرات جنت میں آپ کی بیویاں ہوں گی اور حضرت عائشہ ان میں سے ایک ہیں، لیکن ان کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ شادی ورخصتی سے قبل رؤیائے صالحہ میں ان کو ''زوجہ نبوی در دنیا و آخرت'' بتایا گیا تھا۔

۴۔ صحابہ کرام سب کے سب ان کے شرف وفضیلت کے قائل تھے، اور بعد کے سیاسی اور خلافتی معاملات میں بعض صحابہ کے اختلاف موقف پر ان پر نقد و اعتراض کو برداشت

۱۔ بخاری: ۳۷۶۸

۲۔ فتح الباری: ج ۷، ص ۱۳۴۔۱۳۸۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۷۶ وغیرہ

نہیں کیا گیا، جیسا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ کی حدیث بخاری و ابن سعد وغیرہ میں مذکور ہے۔ ان کے علاوہ دوسری کتب میں بھی وہ موجود ہیں۔(۱)

۵۔ازواج مطہرات میں شاید حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شاعر رسول حضرت حسان بن ثابتؓ کے قصائد وابیات میں تعریف وتحسین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میمنت لزوم میں پیش کرنے کا واقعہ ملتا ہے اور ان کے بعض اشعار عربی زبان کی بلاغت وفصاحت میں طہارت صدیقہؓ گھول رہے ہیں۔دوسرے شعرائے نبوی اور شعرائے اسلام نے بھی ان کے اوصاف وخصائل کا ذکر اپنے اشعار میں کیا ہے۔اور ان میں سے کئی حضرت عائشہؓ کی احادیث میں منقول ہوئے ہیں۔

۶۔ان کی تعریف وتحسین وتزکیہ وطہارت کا ذکر قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے واقعہ افک کے حوالے سے کیا ہے، جو ان کے امتیازات خصوصی میں سے ہے اور یہ حدیث افک، حدیث نبوی اور وحی الٰہی کی دوسری توام صورت حضرت عائشہؓ کی زبانی مروی ہے اور اس کا ذکر اپنے مقام پر آتا ہے۔

۷۔فضائل ومناقب حضرت عائشہؓ میں غالباً سب سے دلآویز محبوب وکارساز تذکرہ دوسری ازواج مطہرات کی زبان مبارک سے ملتا ہے، جیسے حضرت زینب بنت جحشؓ نے ان کے بارے میں کہا تھا کہ ان کی بابت میں صرف خیر ہی خیر جانتی ہوں یا حضرت عمرؓ وغیر صحابہ کرام کی احادیث میں ہے، اور وہ سب ازواج سے مروی ہیں۔

۱۔ابن سعد: ج۸،ص ۲۷۴۔۲۷۵ ومابعد